الحمد للہ تعالیٰ

کہ رسالہ حقانی موجب بصیرت ایمانی موسوم بہ

تحفہ لاثانی

براے

فرقہ رضاخانی

(جسمین)

مکمل روئداد اُس مباحثہ کی مع فیصلۂ حَکَم صاحب درج ہے جو مابین اہل سنت و جماعت و فرقہ مذکور بمقام ماہم شریف بمبئی بتاریخ ۲۷ ربیع الاول ۱۳۴۲ھ ہوا اہل سنت و جماعت کی طرف سے حضرت مولانا مولوی محمد عبدالشکور صاحب مدیر النجم لکھنؤ اور فرقہ رضاخانی کی طرف سے مولوی نثار احمد صاحب کانپوری مناظر اور علامہ احمد بن محمد الشبلی معتمد سلطان مسقط و عمان حَکَم تھے

(جس کو پہلی مرتبہ)

الٰہی بخش محمد اسحاق پہلوان نے مرتب کیا اور سیٹھ عبدالرحمن ابراہیم فیت والے نے خلافت پریس بمبئی مین چھپوا کر شایع کیا تھا

(اب دوسری مرتبہ)

بعد نظر ثانی و اضافۂ بعض حواشی و تکملۂ تحقیقات اربعہ کار پردازان رسالہ النجم نے

عمدة المطابع پریس لکھنؤ مین طبع کیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً و مسلماً

ضروری تمہید

آج کل عام طور پر دردمندانِ اسلام کو یہ بات محسوس ہو رہی ہے کہ فرقۂ رضا خانی اسلام کا سب سے زیادہ دشمن اور اس کا وجود مسلمانانِ عالم کے لیے سب سے زیادہ مضرت رسان ہے نئی نئی باتین نکال کر مسلمانون کو گمراہ کرنا دین کو بگاڑنا باہم مسلمانون کو لڑانا ان مین تفرقہ ڈال کر ایک کو دوسرے کا دشمن بنانا اس فرقہ کا کام ہے۔ دین فروشی اس کا ذریعۂ معاش ہے۔ جاہلون کا گروہ بوجہ ناواقفیت کے اکثر ان کا شکار ہوتا ہے اور انھین کو یہ اپنا رازق جانتے ہین اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُون۔

علمائے اسلام نے کبھی اس فرقہ کی طرف زیادہ توجہ نہ کی اور اُن کی بے توجہی سے اس کی ترقی ہوتی گئی۔ نوبت یہان تک پہونچی کہ اس فرقہ نے بڑی دلیری کے ساتھ علانیہ ہر کام مین مسلمانون کی مخالفت شروع کی اور کھلم کھلا علمائے اسلام کی توہین اور دینِ اسلام کی بیخ کنی کرنے لگا۔ مجبور ہو کر بعض حضرات علما کو باوجود اپنے مشاغل کثیرہ کے اس فرقہ کی طرف بھی توجہ کرنی پڑی چنانچہ اسی سال کئی اہم واقعات لکھنؤ لاہور وغیرہ مین پیش آئے اور اسوقت بمبئی کا یہ تازہ واقعہ ہے جسکی روئداد ہدیۂ ناظرین ہے۔

شہر بمبئی کو مدت سے اس فرقہ نے اپنا شکارگاہ بنا رکھا ہے۔ بیسکڑون پیشہ ور دین فروش واعظ اس فرقہ کے بمبئی کا دورہ کرتے رہتے ہین اور بعض نے تو بمبئی مین اپنا ڈیرہ ڈال دیا ہے۔ یہ لوگ نہین چاہتے کہ کسی عالم حقانی کا گذر بمبئی مین ہو۔ اتفاقاً اگر کسی عالمِ حقانی کا گذر یہان ہوا تو ان کو اپنی روٹیون مین خطرہ نظر آتا ہے اور سب کے سب مل کر اس کے پیچھے پڑ جاتے ہین اور اس قدر طوفانِ بے تمیزی اس کے خلاف برپا کرتے ہین کہ وہ بیچارہ پریشان ہو کر پھر کبھی اُدھر کا رخ نہ کرے۔ پے در پے مشاہدات اس قسم کے بمبئی مین پیش آچکے ہین۔

۱۳۴۲ھ مین ردِ رفض سے یہان ایک مناظرہ طے ہوا۔ مقامی علما سے اس مین مدد نہ ملی تو مجبور ہو کر حضرت مولانا مولوی محمد عبد الشکور صاحب مدیر النجم کو تکلیف دی گئی اور آپ تشریف لائے

مناظرہ ہوا اور بڑی کامیابی کے ساتھ ہوا۔ بکثرت آپ کے وعظ بمبئی مین ہوئے جن سے مسلمانونکو بہت فائدہ پہونچا۔ ایک عام رجوع آپ کی طرف ہوا اور مسلمانون کے روز افزون اصرار نے آپ کو تقریبًا دو ماہ تک بمبئی سے جانے نہ دیا۔ آپ کے اس سفر بمبئی کی تاریخ مین ردّ مذہب شیعہ کی نفط بطور یادگار کے مشہور ہے۔ ممدوح کا پیشہ وعظ گوئی نہین نہ آپ کو اپنے مشاغل سے اتنی فرصت کہ وعظ گوئی کے لیے آپ ہر سال بمبئی کا دورہ کرین چنانچہ اس کے بعد سات آٹھ سال تک آپ بمبئی نہین آئے مگر یارون کو کھٹکا پیدا ہو گیا اور آپ کے مواعظ مین مجمع کی کثرت اور آپکے بیانات کی تاثیرات دیکھکر یقین ہو گیا کہ اگر اسی طرح آپ کی آمد و رفت بمبئی مین رہی تو یہ ساری دوکانین وعظ کی ٹوٹ جائین گی اور دین فروشی کا بازار بند ہو جائیگا حالانکہ یہ خیال خام تھا ممدوح نہ توکسی کی مخالفت کرتے تھے نہ ان کو اسکی پروا تھی۔

بہرکیف مولوی دیدار علی صاحب جو اس زمانہ مین تمام پیشہ ور واعظون کے کمانڈر انچیف تھے اور آتش فساد مشتعل کرنے مین ایک خاص مشق رکھتے تھے۔ بے وجہ آمادۂ مخالفت ہوئے اور توکچھ نہ ہو سکا مگر ایک فتوئے کفر کا حضرت ممدوح کے خلاف آپ نے تیار کرایا[۵۱] اور ایک دوسرے شخص کے نام سے چھاپ کر اس کو شائع کیا گو نتیجہ مین وہ ایسے ذلیل ہوے کہ پھر بمبئی مین آنا ان کو نصیب نہ ہوا آگرہ کی جامع مسجد مین نوکر تھے وہان سے علیحدہ ہوے۔ اب لاہور مین مسجد وزیر خان مین نوکر ہین اور وہان ایک بڑا عظیم الشان فتنہ برپا کر رکھا ہے مقدمہ بازی تک نوبت پہونچ چکی ہے دیکھیے وہان کیا انجام ہوتا ہے؟

حضرت مولنا صاحب مدیر النجم دامت برکاتہم کے خلاف جو فتوی شائع ہوا اسمین سب سے پہلی مہر فرقۂ رضاخانی کے موجد و مجدد مولوی احمد رضا خان صاحب کی ہے اور اسکے بعد انکی ذریت کی چند مہرین ہین اس فتوے کا مدلل رد اسی وقت شائع کر دیا گیا تھا اور اسکے ثبوت کا مطالبہ رضاخانیون سے برابر ہوتا رہا جس کے متعلق پارسال و امسال مولوی عبدالعزیز و حافظ عبدالمجید[۵۲]

---

[۵۱] اس فتوے کے تیار کرانے اور حضرت مولنا صاحب مدیر النجم عم فیضہم کے خلاف تمام کارروائیون مین روافض شریک غالب تھے یہ بات تحقیق کو پہونچ چکی ہے کہ بمبئی اور دوسرے مقامات کے روافض نے اس کام مین مالی عدد بہت دی مخالفت کرنے والون کو مالی منافع کا سبز باغ خوب دکھایا گیا مگر بقول حضرت سعدی علیہ الرحمۃ ؎

مبادا دل آن فرومایہ شاد کہ از بہر دنیا دہد دین بباد۔ یہ سب مخالفین انجام کار عین خسر الدنیا والآخرۃ کے مصداق بنے ہ۔ منہ

[۵۲] حافظ عبدالمجید کا نام محض فرضی تھا یہ شخص معمولی اردو خوان بھی نہین ہے اس پردہ مین خجندی صاحب عبدالعلیم صاحب وغیرہ چھپے ہوے تھے

کے نام سے بمبئی مین اشتہار بازی بھی ہوتی رہی - اس واقعہ کی پوری تفصیل اور یہ اشتہارات "صواعق آسمانی" مین درج ہین -

انجمن اہل سنت وجماعت بمبئی کی بعض ضرورتون سے امسال محرم مین جو حضرت صاحب مدیر النجم تشریف لائے تو رضاخانیون نے پھر پرانی اشتہار بازی کو تازہ کیا اور مولوی عبد العزیز صاحب و حافظ عبد المجید دہلوی کے درمیان مین خط وکتابت شروع ہوئی با آ اُنکو لکھا گیا کہ روز روز کے جھگڑون سے کیا نتیجہ ؟ بالمشافہہ مناظرہ کر کے اسکو طے کر لو - تمہا مولوی اور واعظ اس وقت موجود ہین اور عالیجناب مدیر النجم بھی تشریف رکھتے ہین اس فتوا کفر کی صحت ثابت کر دو تو ہم توبہ کر لین گے ورنہ تم اس فتوے کے غلط ہونے کا اقرار کر لینا جو تا تاریخ تم مقرر کرو ہمین منظور ورنہ ہماری تجویز تم کو ماننا پڑیگی - مگر نہ انھون نے اپنی طرف سے کا مقام و تاریخ تجویز کیا نہ ہمارے مقرر کردہ مقام مین آئے اسی وقت ایک چھوٹا رسالہ بنا "وہابی گرون کا مناظرہ سے فرار" شایع کر دیا گیا جس مین یہ سب خط وکتابت درج ہے -

آغازِ واقعہ

اب تازہ واقعہ سنیئے ۱۴ - ربیع الاول ۱۳۴۴ھ کو احمد حاجی صدیق صاحب کھتری کے مکان پر فریقین کے چند معزز حضرات جمع ہوے اور مولٰنا صاحب ممدوح سے مناظرہ کرنے کے لیے رضاخانیون کی طرف سے مولوی نثار احمد صاحب نامزد کیے گئے - ۱۸ - ربیع الاول تاریخ مناظرہ قرار پائی - مبحث مناظرہ یہی ہمارا پرانا مطالبہ کہ مولانا صاحب موصوف کی وہابیت ثابت کی جائے یعنی مولوی احمد رضا خان اور اُنکی ذریت کے فتوے کا ثبوت دیا جائے - قرار پایا مولوی محمد یوسف صاحب کھٹکھٹے کو رضاخانیون نے حکم بنایا ہم نے منظور کر لیا - جب یہ سب کچھ طے ہو چکا تو حضرت مولٰنا صاحب مدیر النجم کو تار بھیجا گیا اور آپ ۱۷ - ربیع الاول روز سہ شنبہ کو بمبئی تشریف لائے - حکم صاحب موصوف نے فریقین کو ترکِ مناظرہ کی ترغیب دی اور اُنکی تجویز سے تاریخ مناظرہ سے ایک روز قبل یعنی ۱۷ - ربیع الاول کی شام کو فریقین کے علما و معززین کا اجتماع دفتر جامع مسجد بمبئی مین ہوا جس مین مولوی عبد القادر صاحب کھٹکھٹے ناظر جامع مسجد بھی شریک ہوے حکم صاحب نے فریقین کو ترکِ مناظرہ پر راضی کر کے اس معاہدہ پر صلح کرا دی کہ آیندہ تکفیر توہین یا کسی قسم کی توہین کے اشتہارات شایع نہ ہون - صلحنامہ مرتب ہو کر فریقین امرتسر کا محفل

کے دستخط ہو گئے۔ معاملہ رفع دفع ہوگیا۔ صلحنامہ بمبئی کے اخبارات خلافت وغیرہ میں شائع ہوگیا جس کی نقل حسب ذیل ہے:۔

جلسۂ صلح

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ والصلوۃ علی رسولہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ وسلم

روئداد جلسۂ منعقدہ بہ آفس مسجد جامع مورخہ ہفتم ربیع الاول ۱۳۴۲ھ بعد عصر

حاضرین جلسہ

مولانا مولوی عبد المنعم صاحب اعظمی (خطیب مسجد جامع بمبئی)
مولانا مولوی عبد الشکور صاحب
مولانا مولوی مفتی نثار احمد صاحب
مولانا مولوی دین محمد صاحب
(حکیم) مولوی فضل رحیم صاحب
مولوی نذیر احمد صاحب مجتبئی
مولوی عبد الرزاق صاحب
عبد الکریم خان صاحب
حکیم سراج الدین صاحب
احمد حاجی صدیق صاحب
منشی عبد القادر صاحب کھتکھٹے
(مولوی) محمد یوسف (صاحب) کھتکھٹے
(ناظر مسجد جامع بمبئی)

چونکہ شب گذشتہ احمد حاجی صدیق صاحب، مولوی عبد الرزاق صاحب، حکیم مولوی فضل رحیم صاحب، حکیم مولوی نذیر احمد صاحب، حکیم سراج الدین صاحب، اور عبد الکریم خان صاحب، (مولوی) محمد یوسف (صاحب) کھتکھٹے کے پاس تشریف لائے تھے اور آپ حضرات نے خبر دی کہ (مولوی) محمد یوسف (موصوف)۔ مولانا مفتی مولوی نثار احمد صاحب اور مولانا مولوی عبد الشکور صاحب کے مابین جو بعض اہل بمبئی مناظرہ منعقد کرانا چاہتے ہیں۔ اس کے حکم ہوں۔ مگر (مولوی) محمد یوسف (صاحب موصوف) نے حکم ہونا نامنظور کیا۔ اور ترک مناظرہ کی ترغیب دی۔ چنانچہ اس وقت یہ بات بحضور (منشی) عبد القادر صاحب کھتکھٹے بھی جو اس وقت موجود تھے طے ہوئی کہ کل جامع مسجد کے آفس میں ایک مجلس منعقد ہو جس میں اشخاص حاضرین امروز موجود ہوں اور مصالحت کی گفتگو ہو۔ اسی بنا پر آج مجلس منعقد ہوئی اور بعد مشاورت باہمی یہ بات طے ہوئی کہ آج مولانا (مولوی) عبد الشکور اور مولوی عبد الرزاق و

عبد الکریم (صاحب) وحلیم سراج الدین (صاحب) اور مولانا مولوی مفتی نثار احمد صاحب
و مولوی فضل رحیم صاحب اور (کھتری) احمد صاحب اس مصالحت مین شامل ہون
کہ بہر صورت جد وجہد جانبین سے ایسی جاری رہے کہ آیندہ طرفین سے تکفیر و توہین
یا کسی قسم کی توہین کے اشتہارات نہ چھپین اور نہ اشاعت کرین اور اس عہد کو ایک فرض
اور خدمت اسلامی سمجھکر اس پر قائم رہین تاکہ آیندہ مسلمانون مین باہمی اختلاف نہ رہے
اور اتحاد قائم رہے اور اس کی نقل جانبین کو دیجائے۔

(دستخط) محمد یوسف کھنکھٹے

العبد محمد عبد المنعم بالعکظہ	محمد عبد الشکور عفا اللہ عنہ مدیر النجم لکھنؤ
خطیب مسجد جامع	نثار احمد عفا اللہ عنہ کانپوری
دین محمد عفی عنہ	خجندی
عبد الرزاق	عبد الکریم خان بقلم خود
عبد القادر کھنکھٹے	سراج الدین احمد
قاضی غلام احمد تلیانی عفا اللہ عنہ	احمد حاجی صدیق کھتری

محمد فضل رحیم دہلوی عفا اللہ عنہ

تاریخ مناظرہ کے دو روز بعد حافظ عبد المجید دہلوی نے پھر استدعائے مناظرہ
کی مگر اس کا کچھ جواب نہ دیا گیا۔ ۲۰۔ ربیع الاول کو خود مولوی نثار احمد صاحب کا
خط بنام حضرت مولنا صاحب مدیر النجم آیا جس مین انھون نے نقض عہد کرکے
مناظرہ کی استدعا کی۔ پہلے ان کو بہت سمجھایا گیا مگر ان کا اور خجندی صاحب اور
دوسرے رضاخانیون کا شورش انگیز اصرار بڑھتا گیا۔ طرفین سے کئی خط آئے
اور گئے آخر اُسی طے شدہ بحث پر مناظرہ کرنے کی دعوت مولنا صاحب نے منظور
فرمائی بحث کی تصریح بار بار ان تحریرات مین بھی ہوتی رہی بالآخر بتراضی طرفین
مہائم شریف مین علامہ احمد بن محمد الشبیلی معتمد سلطان مسقط وعمان کا مکان مقام
مناظرہ تجویز ہوا اور ۲۷۔ ربیع الاول سنہ ۱۳۴۲ھ بعد جمعہ وقت مناظرہ طے ہوا اور پانچ
علمائے بمبئی حکم تجویز کیے گئے۔ جو خط وکتابت مولوی نثار احمد صاحب اور حضرت
مولنا صاحب کے درمیان مین ہوئی حسب ذیل ہے:۔

خط اوّل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
حامِدًا و مُصَلِّیًا و مُسَلِّمًا

لا تجد قوماً یؤمنون باللہ والیوم الآخر یوادّون من حادّ اللہ ورسولہٗ

اما بعد قبل ازین ایک تحریر بصورت صلحنامہ جناب مولوی محمد یوسف صاحب کی جانب سے مرتب ہوئی اسمین بلا ضرورت بار بار کے اصرار سے میرے دستخط لیے گئے مجھے بیحد تعجب تھا مولوی عبد الشکور صاحب کے اصرار پر کہ میرے دستخط کیون لینا چاہتے ہین اس تحریری صلحنامہ کے رُو سے ضروری تھا کہ مولوی عبد الشکور صاحب اور اُنکے اتباع صلحنامہ کی ہدایت پر کاربند رہتے۔ اور کوئی کارروائی ایسی ظاہر نہ کرتے جس سے کسی کی دل آزاری یا توہین ہوتی برخلاف فوراً ہی جا بجا اسکی شہرت دیگئی کہ نثار احمد نے معافی مانگ لی اور مولوی عبد الشکور صاحب کے سُنّی ہونے کا اقرار کر لیا۔ آج ۱۹ ربیع الاول کے خلافت مین بھی مضمون اسی کے قریب قریب ہے۔ اور چونکہ نام درج نہ ہونے سے شبہہ قوی ہوتا ہے کہ مولانا کے ہوا خواہون مین سے کسی صاحب کا ہے۔ حالانکہ یہ سب افواہین قطعی جھوٹی ہین اور بہتانِ عظیم ہین والذین یؤذون المؤمنین والمؤمنات بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بہتاناً واثماً مبیناً لہذا ضروری ہے کہ تفہیم ہو جائے۔

نیز مولنا عبد الشکور صاحب کی طرف سے معلوم ہوا کہ نثار احمد اپنی تحریر ہمارے پاس بھیدین تو مین مناظرہ کے لیے تیار ہون چونکہ مین اُن مسائل کا جو سنیت اور وہابیت کے مابین مابہ الامتیاز قرار دیے گئے ہین معتقد ہون اور اپنے معتقدات کو ہر جلسۂ عام و خاص مین ہر ایک کے سامنے خواہ مولانا عبد الشکور صاحب ہون یا اور کوئی صاحب بیان کرنے کے لیے آمادہ ہون۔ بالخصوص آج بعد مغرب جبکہ مجھے یہ معلوم ہوا کہ مولنا عبد الشکور صاحب نے فرمایا کہ اگر نثار احمد ہمارے پاس تحریر بھیجدین تو ہم اُنسے گفتگو کرنے کو تیار ہین۔ لہذا بذریعہ تحریر ہذا مین مولنا عبد الشکور صاحب کو مطلع کرتا ہون کہ آپ اپنے اقرار کے مطابق آمادہ ہو جائین اور جو مقام اور جن مسائل مین گفتگو کرنا چاہین اُس سے مجھے آگاہ کر دین۔

اگر جناب کو جگہ کے متعلق امن کی تشویش انگیز ہو تو جس جگہ کو آپ منتخب فرمائین۔ مگر عام جگہ ہو امید ہے کہ جناب والا بہت جلد اسکو منظور فرمائین اور تشویش علم اور خلجان عوام کو رفع

کرنے کی کوشش کرین بمبئی جیسے وسیع شہر مین عام اہل اسلام مین یہ نزاع و اختلاف بالکل غیر موزون ہے ۔ نثار احمد عفا اللہ عنہ

جواب خطِ اوّل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً و مسلماً ۲۰ ربیع الاول سنہ ۱۳۴۲ھ

قال اللہ عز و جل ولا تلمزوا انفسکم ولا تنابزوا بالالقاب بئس الاسم الفسوق بعد الایمان ومن لم یتب فاولئک ھم الظلمون ۔

از العبد ناچیز محمد عبد الشکور عافاہ ربہ کی طرف سے جناب مولوی نثار احمد صاحب کی خدمت مین بعد سلام مسنون واضح ہو آج خط آپ کا پہونچا جسکو پڑھکر بوجوہ چند سخت تعجب ہوا اوّلاً اس لیے کہ خلاف عادت نہ تو آپ نے سلام لکھا نہ عنوان خط حالانکہ یہ دونون امر مسنون بھی تھے ثانیاً اس لیے کہ مین نے آپکے دستخط کے لیے ہرگز اصرار نہین کیا۔ اصرار یا انکار کرنے والے دوسرے لوگ تھے۔ ثالثاً اس لیے کہ صلح کے بعد پھر یہ خط کیسا ۔

حافظ عبد المجید کا خط جو میرے پاس کل آیا تھا اس کے جواب مین بیشک کہا گیا تھا کہ جناب مولوی نثار احمد صاحب اگر خط لکھین گے تو اس کا جواب دیا جائیگا۔ خیال تھا کہ صلح کے بعد آپ ہرگز اس قسم کا کوئی خط نہ لکھین گے نہ ایسے جھگڑون کا افتتاح کرین گے ۔

اب بھی میرا خیال ہے کہ غلط افواہون کی جھوٹی اطلاع آپ کو پہونچا کر لوگون نے برانگیختہ کیا اور آپ نے ان افواہون یا اخبار خلافت کے مضمون کا شبہہ میرے یا میرے رفقا کی طرف کیا آپ خود خیال کیجیے کہ ایسی بدگمانیان اہل علم و اہل دین کے لیے کہان تک زیبا ہین مجھے اور میرے رفقا کو نہ ان افواہون کی خبر نہ اس مضمون کی یا ایھا الذین آمنوا اجتنبوا کثیراً من الظن ان بعض الظن اثم۔ آپ دیکھیے میرے متعلق اس قسم کی افواہین آپ کے خاص لوگون نے پھیلائین جسکے گواہ موجود ہین بلکہ گواہ تو کچھ اور بھی بیان کرتے ہین عین مجلس صلح مین ان غلط افواہون کے متعلق اطلاعی رقعہ میرے پاس آیا جو مولانا دین محمد صاحب نے آپ کو بھی دکھایا بلکہ بعض غلط باتین حافظ عبد المجید کے خط مین لکھی ہوئی موجود ہین۔ تازہ یہ کہ اخبار غیبی گولا مین بہت سی غلط اور خلاف تہذیب باتین میرے متعلق شائع ہوئین۔ مگر مین نے ان باتون کی طرف بالکل التفات نہ کیا

نہ مین ایسی چیزون کی پرواکرتا ہون ۔

چونکہ معاہدۂ صلح پر میرے دستخط ہین اور اسکی پابندی شرعًا ضروری ہے اس لیے مین حتی الامکان اس کا لحاظ کر رہا ہون ۔ اسی لیے مناظرہ کے متعلق جو باتین آپ نے لکھی ہین ان کا جواب بالفعل نہین دیا گیا ورنہ آپ جانتے ہین کہ لکھنؤ سے میرا آنا مناظرہ ہی کے لیے ہوا اس خط کے بعد جو رائے آپ کی ہو لکھیے اور اپنے جواب کا مجھے منتظر سمجھیے ۔

محمد عبد الشکور عفا عنہ ۔ مدیر النجم لکھنؤ

(دیکھو النجم [illegible])

خط دوم

۷۸۶

الدین النصح

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

جناب مولوی عبد الشکور صاحب

بعد ما ہو المسنون واضح ہو کہ مین نے تمام افواہون کا یقین نہین کیا ۔ اسی وجہ سے عنوان بھی نہین لکھا ۔ جب عنوان نہین لکھا تو سلام کا نہ ہونا قابلِ اعتراض نہین بلکہ دلیل میرے یقین نہ کرنے کی ہے ۔

صلح آپ کی اور آپکے فریق ثانی کی ۔ اسی بنا پر آپ کا اصرار بجد معنی خیز معلوم ہوتا تھا زیادہ تر تعجب اس امر کا ہے کہ لڑین آپ اور آپ کے مخالف اور تحریر طلب کرین مجھ سے ۔

بدگمانی نہایت مذموم بالخصوص جبکہ بلا وجہ وجیہ ہو ۔ اور مجھ تک تو خبرین آپ کے خیرخواہون نے محض علم دوستی کی بنا پر متاثر ہو کر پہونچائین ۔ پھر بھی مین نے احتیاط ہی سے کام لیا ۔ جناب کی بدگمانی ایسی موید نہ ہوگی اور نہ ہونا چاہیے ۔ کیونکہ نہ مین فریق اور نہ جتھا رکھنے والا ۔ محض مسافر مدعو و مطلوب ہو کر حاضر ہوا ہون ۔ البتہ علم و وعظ[1] کی وجہ سے اہل بمبئی تلطف فرماتے ہین اُن کو اللہ تعالےٰ اسکا اجر مرحمت فرمائے ۔

دوستانہ و ناصحانہ مشورہ ہے کہ اگر آپ مسائل مختلفہ بین الوہابیہ و اہل السنۃ والجماعۃ مین ہم اہل سنت والجماعۃ کے عقیدہ و عمل کے مخالف نہین ہین تو دستخط فرما کر رفع شبہہ فرماوین

[1] اللہ اکبر آپ کو اپنے عالم و واعظ ہونے کا بھی دعوےٰ ہے ۔ اسی متکبرانہ دعوے کا نتیجہ یہ نکلا کہ مناظرہ مین ایسی ذلت ہوئی علم کی حقیقت کھل گئی سچ ہے تکبر کن زینہار اے پسر کہ روزے زدستش درآئی بسر ۱۲

اور جس جگہ آپ کچھ بھی خلافِ عقیدہ عمل رکھتے ہون ظاہر فرمادین معاملہ آسانی سے ختم ہوجاے ورنہ حق وصداقت ونیز جناب کی تشریف آوری کا تقاضا بھی یہی ہے کہ لوگون کو بدگمانی سے محفوظ فرماکر اپنی تشریف آوری کی غرض کو پورا فرمائین -

کیا جناب سے اس امر کے دریافت کرنے کی جرأت کرسکتا ہون کہ جو تحریر مولوی دین محمد صاحب نے تبلائی تھی وہ بھی معنی خیز تھی!

یہ تحریری رفتار زائد بدگمانی کو بڑھائیگی - خطرہ ہے کہ بعد کی صورتین غیر مفید ہی نہین بلکہ مضرت[۱] رسان ثابت ہون - فقط

نثار احمد عفا اللہ عنہ

جواب خطِ دوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم　　　　حامداً ومصلیاً ومسلماً

امابعد ناچیز محمد عبد الشکور عافاہ ربہ کی طرف سے جناب مولوی نثار احمد صاحب کو بعد ماھو المسنون معلوم ہو اس وقت آپ کا خط بحالت انتظار پہونچا صلحنامہ پر دستخط کرنے کا اصرار پھر آپ نے میری طرف منسوب کیا اور لڑائی کی نسبت بھی میری طرف کی - اگر لڑائی اسی کا نام ہے کہ لوگون نے بیہودہ گالیان مجھے دین اور مین نے خاموشی اختیار کی تو خیر -

اس قسم کی جس قدر باتین آپکے اس خط مین ہین انکو نظر انداز کرکے آپکے دوستانہ و ناصحانہ مشورہ کا جواب لکھتا ہون - الحمدللہ مین اہل سنت وجماعت ہون حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ وعلے اتباعہ کا مقلد ہون عقیدۃً وعملاً کسی طرح اہل سنت وجماعت کے خلاف کرنیکو جائز نہین سمجھتا جو لوگ میرے عقائد یا اعمال کو وہابیت کی طرف منسوب کرین وہ خود اپنا سنی ہونا انشاءاللہ تعالے ثابت کرسکینگے -

کسی کی بدگمانی کی مجھے کچھ پروا نہین نہ اس سے میرا کوئی نقصان جب میرے خلاف وہ فتوی نکالا گیا اور روافض نے اسکی طباعت واشاعت مین خوب مدد[۲] کی اس وقت تو مجھے اسکا کچھ خیال نہ ہوا تو اب کیا خیال ہوسکتا ہے جبکہ عوام پر بھی حقیقتِ حال منکشف ہوچکی اور کسی سمجھدار کو میری طرف سے کوئی بدگمانی باقی نہین رہی مسلمانونکو جو کچھ بدگمانی ہے وہ میرے مخالفین کی طرف سے ہے کہ وہ لوگ خواہ مخواہ مسلمانون کو کافر و وہابی کہکر مسلمانون مین تفرقہ اندازی کرتے ہین - غلط فتوے دیگر غلط مسائل بیان کرکے

---

[۱] اس دھمکی سے جن عامیانہ و اوباشانہ حرکات کا خوف دلانا مقصود تھا وہ بعد مین ظاہر ہوا - مگر اب سوچین کہ وہ حرکات کس کے حق مین مضرت رسان ثابت ہوئین ۱۲

[۲] علاوہ ان مالی امدادون کے جو مبیئی کے شیعہ دروا عظون کو دین روافض نے یہ بھی کیا کہ اپنے اخبار و رسائل مین مثل اصلاح و درنجف کی اس فتوے کو شایع کیا لاہور و لکھنؤ کے روافض نے بصورت پوسٹر اسکو بتعداد کثیر صرف کرکے چھاپا اور خوب شایع کیا - شاباش - شاباش ۱۲

گمراہی پھیلاتے ہین خدا سے نہین ڈرتے۔ دین و دیانت کو چند زخارف دنیا کے عوض مین فروخت کیا کرتے ہین لہذا بدگمانی رفع کرنے کی ضرورت اگر ہے تو میرے مخالفین کو نہ مجھکو۔

اس خط مین آپ نے مناظرہ کرنے یا نہ کرنے کے متعلق کوئی صاف بات نہین لکھی حالانکہ اصل چیز یہی تھی لہذا مین پھر آپ کو لکھتا ہون کہ اگر آپ مناظرہ کرنا نہ چاہین جیسا کہ معاہدۂ صلح کا مقتضا ہے تو ویسا لکھیے اور اگر بدگمانی رفع کرنے کی ضرورت میرے مخالفین کو مناظرہ پر مجبور کرتی ہو اور آپ پر اُن کی خواہش کا پورا کرنا لازم ہو تو صاف صاف لکھیے تاکہ بدعہدی کے الزام سے مین بری رہون۔ آپ کے صاف صاف لکھنے کے بعد فوراً آپ کو مقام مناظرہ تجویز کرکے اطلاع دونگا کیونکہ اس تجویز کا اختیار آپ مجھے دے چکے ہین اور مبحث تو معین ہو ہی چکا ہے بس اب دیر نہ ہونا چاہیے اور تحریر کا سلسلہ بھی ختم فقط

محمد عبدالشکور عفا عنہ مدیر النجم لکھنؤ از دفتر انجمن اہل سنت جماعت بمبئی ۔ ۲۱ ربیع الاول ۱۳۴۶ھ

خط سوم

ھو الحکیم

سراپا کرم جناب مولوی عبدالشکور صاحب مدیر النجم لکھنؤ بعد ما وجب

حسب اجازت حضرت مولٰنا نثار احمد صاحب[1] آپکا مرسلہ خط دیکھا گیا۔ مولٰنا کل صبح بمبئی واپس تشریف لائینگے واقعہ یہ ہے کہ نہایت خندہ پیشانی سے ہم نے ۱۸ تاریخ کا ہی مختصر مجمع مین مناظرہ طے کیا اور اسکے بعد صرف بندش اشتہار[2] پر صلح کرلی تھی۔ اور اس فیصلہ کو مین نے آپ ہی کی رائے پر موقوف رکھا ایسا کیا تھا لیکن "صلح گاہ" سے باہر آتے ہی آپ کے گروہ کی غلط افواہون نے پریشان کردیا حتی کہ خلافت اخبار مین خلاف واقعہ یہانتک لکھدیا کہ مولوی عبدالقادر صاحب کھنکھٹے نے ہماری جماعت کو معتذر قرار دیکر ڈانٹا لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

بہرصورت بحالت موجودہ مناسب یہی ہے کہ :-

عبدالعزیز صاحب کے نام سے چھپے ہوئے اشتہارون مین دوبار مناظرہ کی تحریک پر توثیق اور آپ کے اس قول کی تصدیق کہ مین تو مناظرہ کے لیے آیا ہون" اُسی وقت ہوسکتی ہے کہ جب آپ مناظرہ کر گذرین۔ آپ آج کی شب گذرنے کے بعد جو تاریخ جو وقت جو جگہ جو حکم مقرر فرمائین۔ اُس کو تعویق مین نہ ڈالیے۔ حضرت راس المفسرین مولٰنا حافظ قاری نثار احمد صاحب مد مجدہم کانپوری مفتی اعظم آگرہ یقیناً

[1] سنا گیا ہے کہ مولوی نثار احمد صاحب احمد آباد چلے گئے تھے ۔۱۲ الٰہی بخش

[2] مگر اخبار غالب مورخہ ۱۸ اکتوبر ۲۵ء مین ان الفاظ بندش مناظرہ کا بھی اقرار کیا ہے "آخر کار فیصلہ یہ ہوا کہ مناظرہ اور اشتہار بازی بند" سچ ہے دروغ گو را حافظہ نباشد ۱۲ الٰہی بخش

اس کے لیے تیار ہون۔
اس سے بہتر کیا ہے کہ معاملہ یکسو ہوجائے اور روز کی جیقلش سے نجات ملے۔
آپ کے خط کا لفظی جواب تو مولنا ہی پر چھوڑتا ہون۔ نفس مسئلہ کے متعلق مینے جو کچھ لکھا ہے متوقع کہ جناب اس مین تامل کیے بغیر جلد از جلد تعین سے مطلع فرمائین گے۔

منتظر۔ خجندی۔ ۲۳۔ ربیع الاول شریف۔ ہالن منزل بمبئی نمبر ۳

جواب خط سوم

باسمہ تعالےٰ حامداً ومصلیاً

امابعد۔ ناچیز محمد عبد الشکور عافاہ ربہ کی طرف سے جناب مولوی نثار احمد صاحب کو بعد ما ہو المسنون معلوم ہو۔ میرے خط کا جواب آپ کی طرف سے مولوی نذیر احمد صاحب خجندی نے عنایت فرمایا جسکی نقل منسلکہ ہذا ہے۔ چونکہ آپ آگئے ہوئے ہین لہذا اسکا جواب آپکے نام بھیجا جاتا ہے۔
مجھے بڑا افسوس ہے کہ ہر خط مین غیر متعلق وغیر واقعی باتین لکھکر طول دیا جاتا ہے۔ مثلاً یہ کہ صرف بندش اشتہارات پر صلح ہوئی تھی حالانکہ صلحنامہ مین "ترک مناظرہ" کا لفظ موجود ہے اگر ایسا ہوتا تو مین مناظرہ کی منظوری کو خلاف عہد سمجھکر اسمین پس وپیش نہ کرتا۔ اور مثلاً یہ کہ بندش اشتہارات میری رائے یا خواہش سے ہوئی حالانکہ مین اسکی مخالفت کرتا رہا اسکو بے نتیجہ کہتا رہا میرا اصلی مطالبہ تو یہ تھا کہ میرے خلاف جو فتوے نکلا ہے یا تو اسکی صحت ثابت کیجائے یا تحریراً معافی مانگی جائے۔ مگر مولوی محمد یوسف صاحب کے فرمانے اور خجندی صاحب کے اصرار سے مصالحت مذکور کو مین نے قبول کرلیا۔ اور مثلاً یہ کہ میرے رفقا نے غلط افواہین اڑائین حالانکہ یہ بالکل غلط ہے اسکا کوئی ثبوت نہین دیا جاسکتا۔ اخبار خلافت کے مضمون کا کوئی تعلق مجھ سے یا میرے رفقا سے نہین۔ کھٹکھٹے صاحب کا آپ کی جماعت کو ڈانٹنا وغیرہ میرے بمبئی پہونچنے سے ایک روز قبل کا واقعہ ہے۔ البتہ ہمارے پاس زبردست شہادتین موجود ہین کہ آپ نے اور آپ کے ذمہ دار لوگون نے خلاف معاہدۂ صلح کارروائیان کین اور غلط افواہین مشہور کرنیکی کوشش کی مگر اب چونکہ عام طور پر مسلمانان بمبئی کو میرے مخالفین کی صداقت کا تجربہ ہوچکا ہے اسلیے یہ کوشش ناکام رہی آپ چاہینگے تو مجلس مناظرہ مین ہم ان شہادتون کو پیش کرکے باقاعدہ ثبوت دینگے جس سے بہت سے مخفی رازون کا انکشاف ہوگا۔
مناظرہ کے لیے آپ کی طرف سے بار بار زور دیا گیا اور اب منظور کرنے مین نقض عہد کا الزام مجھ پر نہین آسکتا لہذا مین آپ کو اطلاع دیتا ہون کہ مناظرہ مجھے منظور ہے نہ بقول جناب خجندی صاحب کے

اپنے قول کی تصدیق کے لیے ۔ چند صاحبون کی نظر مین میرے قول کی تصدیق ہوئی تو کیا او
نہ ہوئی تو کیا بلکہ محض آپ صاحبون کو اپنی صفائی پیش کرنے کا موقع دینے کے لیے اور حجت
تمام کرنے کے لیے ۔ واقعہ یہ ہے کہ مین مناظرہ ہی کے لیے لکھنؤ سے بلایا گیا ۔ مگر یہان آکر دیکھا
کہ مصالحت کی کوشش ہو رہی ہے تو مین بھی اس سے متفق ہو گیا ۔ اب چند غلط اور بے اصل افواہون
کی بنیاد پر آپ مناظرہ کے لیے اصرار کر رہے ہین اس کو بھی منظور کرتا ہون ۔ مبحث معین ہو چکا ہے
مکان بھی آج شام تک انشاء اللہ تجویز ہو جائیگا ۔ حکم کے لیے گو مجھے اختیار دیا گیا ہے مگر مین چند نام
علمائے بمبئی کے لکھتا ہون انمین سے جس کو آپ چاہین منتخب کر لین ۔ اسکے بعد فریقین اُن سے
درخواست کرین ۔ براہ کرم اب دیر نہ ہونی چاہیے اور بقیہ مراحل جلد از جلد طے کر کے مناظرہ شروع ہو جانا چاہیے

اسمائے گرامی حضرات علما برائے انتخاب

(۱) جناب مولنا مولوی عبد المنعم صاحب باعلکظہ جو بوجہ جامع مسجد کے امام ہونے کے تمام مسلمانان بمبئی کے مقتدا ہین ۔
(۲) جناب مولانا مولوی مُبین محمد صاحب جن کو آپ لوگون نے اپنے پمفلٹ مطبوعہ مین حقانی فیصلہ سُنانے والا لکھا ہے ۔
(۳) جناب سید احمد صاحب صاحبزادہ نقشبند بلاگردان جنکو آپکے تمام لوگ واجب الاحترام بزرگ مانتے ہین
(۴) جناب مولانا قاضی غلام محمد صاحب تلیانی جو جامع مسجد بمبئی کے مدرسہ عربیہ مین مدرس اعلیٰ ہین ۔
(۵) جناب مولانا احمد بن محمد الشبیلی جو ایک اسلامی فرمانروا کے معتمد اور مشہور ذی علم ہین ۔

محمد عبد الشکور عفا عنہ مدیر النجم لکھنؤ ۔ ۲۴ ربیع الاول ۴۲؁ھ

خط چہارم

جناب مولوی عبد الشکور صاحب

بعد ما ہو المسنون گذارش ہے کہ چند کر مفرما احمد آباد مجبور فرما کر لیگئے جہان دو روز گذرے ۔
آپ کا مرسلہ خط جو میرے خط کے جواب مین آپ نے تصور فرمایا پہونچا تھا ۔ میری غیر موجودگی مین
انصاف اور غور سے نظر ثانی فرمالین تو شاید آپ بھی اُسکو جواب فرمائین گے ۔ بہر حال صاف
صاف تحریر وہ نہ تھی تو اس کو تصور فرمالیجیے ۔ اور مسائل سبعہ قیام مولد ۔ ندا غیر اللہ ۔ سماع اموات
بزرگان دین کے عرس کی شرکت کا جائز ہونا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عالم غیوب ما کان و
ما یکون ہونا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ممتنع ہونا اور باری تعالے کا کذب ممتنع بالذات ہونا جو بمذ

امام ہمام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اور اُنکے اتباع اہل سنت والجماعۃ ہے۔ آپ اگر موافق نہون
تو مناظرہ فرما لیجیے۔ اور بد عہدی کے الزام سے نہ ڈریے عہد آپ کا اور آپ کے مخالفون کا
اشتہار بازی روکنے پر تھا جب ہی تو آپ کے اصرار پر جو میرے دستخط لینے پر تھا متعجب ہون
اور اُسی وقت سے اور لوگون کو بھی تعجب تھا۔ لیکن پہلے خلاف عہد آپ لوگون کی جانب سے
چھپکر شائع ہوا۔ واللہ اعلم محض شبہ ہی ہے اور نام ظاہر نہ کرنے سے شبہ قوی ہوتا ہے آمین مجھسے
کوئی سروکار نہین جناب کو اپنا اصرار فرمانا یاد نہین رہا کیا اسکے لیے شہادت کی ضرورت ہوگئی ؟
جن لوگون نے آپکو گالیان دین یا جنکو آپ نے یا آپ کے محبون نے دین اُسکا گلہ مجھسے بیکار ہے۔
مین کسی کا حاکم نہین۔ اور جب آپکو بدگمانی کی پروا نہین تھی اور نہ اب ہے تو کس گلہ کا اظہار تھا وقت جامع مسجد مین
آپنے اپنی موافقت خود امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالے عنہ اور اُنکے اتباع اہل سنت و الجماعت سے
ظاہر فرمائی سچے علما کی شان یہ ہے کہ مسائل مذکورۃ الصدر سوال مین قلمبند فرما کر الجواب لکھکر دستخط
فرما دین اگر موافق ہون اور اگر کسی مسئلہ مین مخالفت ہو تو اُسکو ظاہر فرما دین اور انھین مسائل متنازعہ مین مناظرہ ہو
رہا حَکَم کا معاملہ جن لوگون کو آپ نے اپنا حکم بنانا منظور فرمایا ایک ہون یا سب منظور ہے۔ جلسہ کی نسبت
اس قدر عرض ہے کہ وسیع ہو کہ لوگون کو شرکت مین آسانی ہو۔ اور کل ہی ورنہ پرسون تک جبکہ
معاملات طے ہو چکے ہین مناظرہ ہو جائے۔ دین اور اظہار حق مین تاخیر مفید نہین فقط

نثار احمد عفا اللہ عنہ ۔ ۲۵۔ ربیع الاول چہارشنبہ

جواب خط چہارم

بسم اللہ الرحمن الرحیم حامدًا و مصلیا و مسلما

اما بعد ناچیز محمد عبد الشکور عافاہ ربہ کی طرف سے جناب مولوی نثار احمد صاحب کو بعد ہدیۂ مسنون واضح ہو۔
کل بعد انتظار کے جب آپ کے یہان سے جواب خط نہ آیا تو تقاضا کے لیے مولوی عبد الرزاق صاحب عبد الکریم خان
صاحب وغیرہما کو ملنے بھیجا اور کہلا بھیجا کہ جلد جواب دیجیے اور بقیہ مراحل جلد سے جلد طے کرکے مناظرہ
شروع کر دیجیے آپکی طرف سے شام کا وعدہ کیا گیا کہ شام تک جواب ضرور پہونچ جائیگا مگر افسوس کہ یہ عہد بھی ٹل گیا
آج اس وقت تقریبًا ۹ بجے صبح کو آپ[1] کا جواب ملا جس کو پڑھکر بڑا افسوس ہوا معلوم ہوا کہ مناظرہ کرنا منظور
نہین تھا صرف وقت گذاری اور زبانی اظہار آمادگی سے اپنے لوگون کی دلداری منظور تھی اور بس۔
آج خط مین آپ مسائل سبعہ کا ذکر کرتے ہین اور اس پر مناظرہ کی درخواست کرتے ہین اور اب تک آپ کو

[1] اس جواب پر تاریخ آپ نے ۲۵۔ ربیع الاول لکھی اور بھیجا ۲۶۔ کو اسکا کیا سبب ۱۲ منہ

یہ بھی خبر نہین کہ ان مسائل سبعہ مین میرا مسلک کیا ہے لہذا مناظرہ سے پہلے میرا مسلک دریافت کرتے ہین

حضرت! اصل مناظرہ اس پر ہے کہ آپکے لوگون نے میرے متعلق جو فتوے دیا ہے اس فتوے کی صحت ثابت کرنا آپ کے ذمے ہے یہ بحث مدتون سے متعین ہے۔ ۱۴ ربیع الاول کو فریقین نے اسی کو طے کیا ہے تحریر دستخطی فریقین خود آپ کے فریق کی چھاپی ہوئی موجود ہے اور بار بار پہلے آپ کو لکھا جا چکا۔ لہذا اب کسی دوسرے بحث کی طرف رجوع کرنا بجز فرار نہین تو کیا ہے؟ اسی مبحث پر آپ کا مناظر ہونا حافظ عبد المجید دہلوی اپنے مطبوعہ اشتہار خرد مین شائع کر چکے ہین۔

اب یہ آخری اطلاع آپکو دیجاتی ہے اسکے بعد نہ آپکو کوئی خط بھیجا جائیگا نہ کسی خط کا جواب دیا جائیگا۔ بحکم آپ منظور کر چکے مقام کی تجویز کا مجھے اختیار دیچکے۔ لہذا کل بعد نماز جمعہ ٹھیک ۲ بجے بمقام ماہم جناب مولانا احمد بن محمد شبلی معتمد سلطان مسقط کے مکان مین آپ تشریف لے آئین۔ اپنے مہذب اور سمجھدار لوگون کو بھی اپنے ساتھ لا وین مکان وسیع ہے۔

آپ اس فتوے کی صحت ازروئے فقہ حنفی و دلائل کتاب وسنت ثابت فرمادینگے تو مین انشاء اللہ تعالے اسی مجمع مین توبہ کرونگا اپنا توبہ نامہ اپنے دستخط سے طبع کرا کر شائع کردونگا اور اگر آپ اس فتوے کا صحیح ہونا نہ ثابت کر سکے اور یقیناً ہرگز ہرگز نہ ثابت کر سکین گے تو اس فتوے کا جھوٹا ہونا اور اپنے مولوی صاحبان کو جھوٹے فتوون کا دینے والا آپ کو تسلیم کرنا پڑیگا اور ایک اقرار نامہ دستخطی دینا پڑیگا توبہ کرنے نہ کرنے کا آپ کو اختیار ہے بس اب اس خط کا جواب نہ بھیجیے مقام مذکور مین تشریف لاکر مناظرہ کیجیے جب تک سلسلۂ بحث چلیگا مناظرہ قائم رہیگا۔ ہان مبحث مذکورہ کے طے ہوجانے کے بعد آپ کے مسائل سبعہ پر بھی بحث منظور ہے انشاء اللہ تعالےٰ اس مناظرہ مین ناواقفون کی آنکھین کھل جائینگی اور رضاخانی صاحبون کے دعوے سنیت و حنفیت کی حقیقت عالم آشکار ہوجائیگی فقط

محمد عبد الشکور عفا عنہ مدیر النجم لکھنؤ

از دفتر انجمن اہل سنت و جماعت بمبئی ۲۶ ربیع الاول ۱۳۲۲ھ

مکرر یہ کہ جناب مولانا شبلی صاحب کے مکان کے قریب ایک دوسرا مکان اس سے بھی بہت زیادہ وسیع موجود ہے اگر ضرورت ہوگی تو وہ مکان بھی مل سکتا ہے۔

محمد عبد الشکور عفا عنہ

باوجود اس امر کے کہ چند مخصوص اہل علم اور سمجھدار حضرات کو جلسہ مین ساتھ لانے کی دعوت تھی

اور بحث مناظرہ اُسی فتوائے کفر کا ثبوت دینا قرار پایا تھا مگر رضاخانیون کو چونکہ اپنی حقیقت معلوم تھی اور وہ مناظرہ کے بہانہ سے ایک بڑے ہنگامہ کا تہیا کر چکے تھے لہذا اس غرض کے پورا کرنے کے لیے بڑی تیزی کے ساتھ انھون نے شب جمعہ کو ضمیمۂ غالب کی شکل مین ایک اشتہار شائع کیا عوام الناس کو شرکت جلسہ کا اشتعال دلایا اور بحث کے بدلنے کی کوشش اور علمی مباحث کو جاہلانہ خصومت بنانے کی تدبیر کی اور اندر اندر جو کچھ تیاریان کین وہ واقعات آئندہ سے ظاہر ہین اُسی وقت راتون رات ہمین بھی اس اشتہار کا جواب دینا پڑا جو حسب ذیل ہے :-

باسمہ تعالے حامداً و مصلیاً

مناظرہ بمبئی کی سچی اطلاع

چونکہ نجدی صاحب کی طرف سے اس مناظرہ کے متعلق ایک غلط اشتہار ضمیمۂ غالب کی شکل مین بڑی تیزی کے ساتھ شائع کیا گیا ہے جسکا مقصود سوا اسکے کہ لوگون مین ایک اشتعال پیدا ہو اور کچھ نہین معلوم ہوتا اس لیے یہ اطلاع شائع کیجاتی ہے ورنہ شاید ہم مناظرہ کے بعد بھی کوئی اشتہار نہ چھاپتے۔

(۱) مصالحت کے بعد ہرگز مولانا محمد عبد الشکور صاحب مدیر النجم نے دعوت مناظرہ نہین دی بلکہ مولوی نثار احمد صاحب نے خلاف معاہدۂ صلح مناظرہ کے لیے سختی کے ساتھ اصرار کیا۔ مولانا محمد عبد الشکور صاحب نے بڑی نرمی کے ساتھ معاہدۂ صلح پر قائم رہنے اور ترک مناظرہ کی استدعا کی چنانچہ خط و کتابت جو آئندہ شایع ہوگی اس سے ظاہر ہو جائیگا۔

(۲) مولوی نثار احمد صاحب کا اصرار جب بہت زیادہ ہوا اور خط و کتابت کی طوالت کو ایک آلہ بنایا گیا تو آج مولوی نثار احمد صاحب کو ختم کن تحریر بھیجی گئی۔

(۳) مقام مناظرہ مولوی نثار احمد صاحب کی رضامندی سے مقرر ہوا اور حسب ذیل پانچ حضرات اُن کی رضامندی سے حکم قرار پائے :-

جناب مولانا محمد عبد المنعم صاحب باعاظہ خطیب مسجد جامع بمبئی۔

جناب مولانا دین محمد صاحب

جناب سید احمد صاحب صاحبزادہ نقشبند بلاگردان

جناب مولانا احمد بن محمد الشیبی صاحب معتمد سلطان مسقط و عمان

بمبئی کا مناظرہ

فی زمانہ مناظرہ دراصل نفاق کا مظاہرہ ہوتا ہے۔ اور مناظرون کا چیلنج بعض اوقات اُن لوگون کی طرف سے دیاجاتا ہے جو مذہبی معلومات سے قطعاً بے بہرہ ہوتے ہین۔ چنانچہ چند روز ہوئے بمبئی مین مناظرے کی بہت گرم افواہین پھیلین۔ یہ تو پہلے سے معلوم تھا کہ مناظرہ کی نوبت نہین آئیگی اور کسی نہ کسی پہلو سے حیلہ تلاش کرکے مناظرہ ملتوی کردیا جائیگا۔ جب ہمین معلوم ہوا کہ مولانا عبدالشکور صاحب لکھنؤ جیسے دور دراز مقام سے محض چیلنج کے جواب مین بمبئی تک آئے ہین تو بہت حیرت ہوئی۔ غالباً یہ مولانا کے حامیون کی غلطی تھی کہ محض مناظرے کی خاطر انھین دور دراز سفر کی تکلیف دی۔ بہرکیف یامر باعث اطمینان ہے کہ بغیر لٹھ بندیون اور گالی گلوج کے مظاہرہ کے مناظرہ ملتوی قرار پایا۔ اور بعض لوگون کی شرانگیز ریشہ دوانیان کارگر نہین ہوئین۔

مولانا عبدالشکور صاحب اور اونکے معتقدین ایک بڑی غلط فہمی مین مبتلا معلوم ہوتے ہین وہ سمجھتے ہین کہ مناظرون سے اونکو وہابیت سے نجات مل جائیگی حالانکہ بمبئی مین وہابیت کے الزام کا تعلق عقائد سے نہین بلکہ براہ راست روٹیون سے ہے جن لوگون مین محنت کرکے معاش حاصل کرنے کی قابلیت نہین وہ ہزارون منطقون اور لاکھون دلائل سے بھی فتنہ پردازی سے باز نہ آئین گے اگر بمبئی سے فی الواقع یہ بلا دور کرنی ہے تو اس کی صرف دو صورتین ہین۔ یا تو یہان کے تمام مولوی نما حضرات کو جبراً کسی مل یا ورکشاپ مین چند گھنٹے روزانہ کام سکھایا جائے تاکہ یہ اکل حلال کمانے کے قابل ہوجائین۔ ورنہ دوسری صورت یہ ہے کہ یہان کے سیٹھون کے لیے شبینہ مدارس کھول کر دو گھنٹے روزانہ جبراً پڑھایا جائے تاکہ ذرا تو آنکھ کھلے۔ اور مولویون کے دام فریب کو پہچاننے کے قابل ہوجائین۔ اگر یہ نہین تو ہمین میدان ہین گوئے، یہی شکارگاہ رہیگی اور یہی شکاری مولوی جو تعلیم یافتہ لوگون کو کافر بنا بنا کر اپنا شکار پھانستے رہین گے

(اتحاد بمبئی ۲۲ ربیع الاول سنہ ۱۳۴۲ھ)

کیفیت جلسۂ مناظرہ

۲۷ ربیع الاول کو بمبئی کی جامع مسجد مین نماز جمعہ پڑھکر حسب قرارداد چند مخصوص لوگ بمعیت

حضرت مولنا صاحب مدیر النجم بہائم شریف گئے وہاں جا کر کیا دیکھتے ہین کہ سارے مکان پر رضاخانیون نے قبضہ کر رکھا ہے۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ علامہ شبلی صاحب نماز جمعہ پڑھکر مسجد سے لوٹنے بھی نہ پائے تھے کہ ان کی غیبت مین بغیر اُنکی اجازت کے یہ سب لوگ اُنکے مکان مین داخل ہو گئے تھے۔ آیت قرآنی لا تدخلوا بیوتا غیر بیوتکم حتی تستانسوا وتسلموا علی اھلھا (ترجمہ مت داخل ہو کسی گھر مین یہان تک کہ اجازت طلب کرلو اور اُسکے رہنے والون کو سلام کرو) کا بھی خیال نہ کیا سچ ہے بگارضاخانی وہی ہے جسکا ہر فعل قرآن حدیث و فقہ کے خلاف ہو۔ صاحب خانہ بھی پریشان ہین رضاخانی مولوی بریلی بدایون سے بھی آئے ہوئے تھے۔ انکے علاوہ غنڈون کی تعداد کثیر جسکا اندازہ تقریباً ڈھائی تین سو سے کم نہین کیا جا سکتا مکان کے اندر و باہر جمع ہے اور اُنکی تشکلین اُنکی نیتون کی خبر دے رہی ہین۔ بہزار مشکل حضرت مولنا صاحب مع اپنے چند ہمراہیون کے مکان کے اندر جا سکے اور بہت دقت سے ان کو رضاخانیون کے درمیان مین بیٹھنے کی جگہ مل سکی۔

محوزہ حکم صاحبان مین سے اس وقت تک صاحب خانہ کے علاوہ صرف جناب مولنا دین محمد صاحب پہونچے تھے کہ رضاخانیون نے شور کرنا شروع کیا کہ صرف مولانا شبلی کافی ہین وہی اکیلے حکم ہوجائین اور مناظرہ شروع ہوجائے۔ ہم لوگ تو ابتدا ہی سے نہ کسی بات پر اصرار کرتے تھے نہ کسی فتنہ و فساد سے آگاہ تھے نہایت کشادہ دلی سے اس پر بھی تیار ہو گئے۔

اب سنیے مناظرہ شروع ہوتا ہے

مولوی نثار احمد صاحب ۔ ان سات مسائل کے متعلق آپ ہمارے ساتھ متفق ہین یا نہین ہان یا نہ کہدیجیے کیونکہ یہی سات مسائل ہمارے اور وہابیون کے درمیان ما بہ الامتیاز ہین۔

مولوی نثار احمد صاحب کے اس کہنے پر احمد کھتری صاحب اور دوسرے رضاخانی مولوی و غیر مولوی ایک آواز ہو کر بولے کہ ہان ہان بس اسی پر فیصلہ ہے۔

جناب مولنا صاحب ۔ ان سات مسائل پر اور جتنے مسائل پر آپ چاہین بحث ہو سکتی ہے مگر پہلے اس مسئلہ کا تو فیصلہ کر لیجیے جس کو ان موجودہ نزاعات کی بنیاد آپ لوگ بھی جلسۂ صلح مین تسلیم کر چکے ہین اور بتراضی طرفین وہی بحث اس مناظرہ کا ہے۔ اسی کے لیے آج کا جلسۂ مناظرہ قائم ہوا ہے۔

مولوی نثار احمد صاحب اپنے تراشیدہ سات مسائل پر گفتگو کرنے کے لیے اڑ گئے اور جو بات وہ کہتے تھے تمام رضاخانی یکدم اُسکی تائید مین شور مچا دیتے تھے۔

علامہ شبلی صاحب حکم۔ مولنا صاحب سے۔ وہ مسئلہ کیا ہے جس کا فیصلہ آج ہونا چاہیے؟

جناب مولنا صاحب۔ چند مطبوعہ اشتہارات ہاتھ مین لیکر۔ آج سے سات آٹھ برس پہلے مولوی احمد رضا خان صاحب اور انکی جماعت نے میرے متعلق یہ فتوے دیے جسمین کوئی خراب لفظ میرے لیے استعمال کرنے مین کمی نہین کی۔ وہابی۔ غیر مقلد۔ فاسق معلن مستحق کفر سب ہی کچھ لکھ ڈالا۔ اور بمبئی کے ایک شخص نے اس فتوے کو بعنوان اشتہار حب الاظہار چھپا کر شائع کیا جو آٹھ روز تک جماعت خانہ مین شیشہ کے اندر آویزان رہ کر پھر تبدیل ہوے اسکا محرف خلاصہ کرکے حافظ عبد المجید دہلوی کے نام سے شائع ہوا۔ یہ کہکر دونون اشتہار آپ نے پیش کیے اور فرمایا کہ سب سے پہلے اس فتوے کا صحیح ہونا از روئے فقہ حنفی ثابت کیا جائے۔ اسکے بعد کسی دوسری بحث کے اٹھانے کا حق ہو سکتا ہے۔

علامہ شبلی صاحب۔ یہ فتوے کس بنیاد پر آپ کے متعلق دیا گیا تھا؟

جناب مولنا صاحب۔ بنیاد انھین صاحبان سے پوچھیے۔ اس فتوے پر مولوی نثار احمد صاحب کے دستخط تھے گروہ وکلائے انھین فتوے دینے والون کی طرف سے مناظر تھے علاوہ اسکے خجندی صاحب جو اس فتوے پر دستخط کرنے والے ہین اس مجمع مین موجود تھے۔

علامہ شبلی صاحب۔ فریق ثانی کے سکوت کو دیکھکر۔ آپ ہی بنیاد کو بیان فرما دیجیے۔

جناب مولنا صاحب۔ بنیاد یہ ہے کہ مینے اپنی کتاب علم الفقہ کی جلد دوم مین لکھا ہے کہ مذاہب اربعہ کے مقلدین باہم ایک دوسرے کے پیچھے اقتدا کر سکتے ہین اور صحت اقتدا کے لیے صرف رائے امام شرط ہے مقتدی کی رائے کا شرط ہونا صحیح نہین غیر مقلدین کے پیچھے نماز پڑھنے کا بھی یہی حکم ہے۔ حاشیہ مین یہ بھی لکھا کہ جو غیر مقلد ہمارے امام اعظم کی بدگوئی کرے وہ فاسق ہے اسکے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ بس صرف اسی بنیاد پر میرے لیے یہ فتوے شائع کیا گیا۔

سیٹھ سلیمان قاسم متھا جن کو رضا خانی محض اسی کام کے لیے لائے تھے اٹھ کھڑے ہوے اور چند نعرون کی مدد سے جلسہ مین ایک عجیب کیفیت پیدا کر دی۔ اس قدر سخت اور نالائق الفاظ مولنا صاحب کی شان مین استعمال کیے کہ آج ان کے خیال سے ہمارے دل ٹکڑے ہوتے ہین۔ سیٹھ صاحب کے دست و بازو امیر خان بھی موجود تھے۔ سیٹھ صاحب وہی ہین جنھون نے مسلم لیگ کے جلسہ بمبئی منعقدہ سنہ ۱۹۱۵ء کو پٹھانون کی مدد سے درہم برہم کر دیا تھا۔ المختصر وہ طوفان بے تمیزی برپا ہوا کہ تھوڑی دیر کے لیے جلسہ درہم برہم ہو گیا لوگ منتشر ہو گئے۔ قریب تھا کہ وہ کارروائی شروع ہو جائے جسکے لیے رضا خانی لوگ تیار ہو کر آئے تھے۔ بارے خدا خدا کرکے تسکین دلا کر لوگون کو روکا گیا اور مولنا صاحب کے حلم و صبر نے بھڑکی ہوئی آگ کو ٹھنڈا کیا ہم اوس وقت دیکھ رہے تھے کہ مولنا صاحب

اس وقت نہایت استقلال کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے چہرہ پر شکن بھی نہ تھی یہ بھی پتہ نہ چلتا تھا کہ یہ گالیاں کس کو دیجا رہی ہیں آپ نے صبر کیا اور ہم لوگ بھی مجبوری میں خاموش رہے۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو ادفع بالتی ھی احسن پر عمل کرنے کی توفیق دے مگر یاد رہے کہ اللہ عزیز ذو انتقام۔

علامہ شبیلی صاحب نے جلسہ پر اپنا قابو نہ پاکر رفع شر کے لیے عفا اللہ عما سلف پڑھکر چاہا کہ دونوں کو بلادیں سلیمان قاسم میٹھا پھر کھڑے ہوگئے اور علامہ موصوف کی شان میں جو الفاظ استعمال کیے ہیں نقل کرنے کی بھی جرات نہیں ہوتی آپکا علم و صبر بھی کچھ کم قابل ستایش نہیں ہے سچ ہے کل اناء بالذی فیہ ینضح

مولٰنا صاحب (بڑی خندہ پیشانی سے) اچھا اگر آپ حضرات کا یہی اصرار ہے کہ اس فتوے کی بحث نہ پیش ہو تو مجھے اپنی کسی بات پر اصرار نہیں مگر میں اتنا ضرور پوچھونگا کہ اگر یہی سات مسائل معیار وہابیت ہیں اور انھیں میرا مسلک آپ صاحبان کو ابتک معلوم نہیں آج مجھ سے ہاں یا نہ کہلوا کر میرا مسلک معلوم کرنا چاہتے ہیں تو سوال یہ ہے کہ میرا مسلک معلوم کرنے سے پہلے میری وہابیت اور تکفیر کا فتوی کیوں دیا گیا؟

مولوی نثار احمد صاحب بڑے غصہ میں آستین چڑھا چڑھا کر ایک عجیب حیرت انگیز انداز سے مولٰنا صاحب کی شان میں تمسخر کرکے ایسے الفاظ ایسے لہجہ کے ساتھ استعمال کرنے لگے کہ مولٰنا صاحب کی شان تو بہت بلند ہے کوئی انسان کسی انسان کو ایسے الفاظ میں اس لہجہ کے ساتھ مخاطب کرنے کی جرات نہیں کرسکتا میں ان الفاظ کو عبرت کے لیے چاہتا تھا کہ نقل کردوں مگر بعض احباب نے منع کیا۔

اسکے بعد مولوی نثار احمد صاحب نے کہا کہ مجھے تمھاری وہابیت میں تردد نہیں ہے دریاآباد میں مجھ سے تم سے مناظرہ ہوچکا ہے اسی وقت سے مجھے تمھاری وہابیت کا یقین ہے۔

مولٰنا صاحب۔ اسی خندہ پیشانی و عالی ظرفی سے آپ سے اور مجھ سے دریاباد میں کوئی مناظرہ نہیں ہوا۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں آپ کو لوگ مناظرہ کے لیے لے گئے تھے جب سنا تو میں خود جامع مسجد دریاباد میں چلا گیا اور میں نے آپ سے پوچھا کہ کس بات پر مناظرہ ہوگا؟ آپ نے کہا کہ علم الفقہ میں کچھ اغلاط ہیں انھیں پر بحث ہوگی میں نے کہا کہ اسمیں مناظرہ کی کیا ضرورت۔ آپ ان اغلاط کی فہرست دیدیجیے اگر واقعی وہ اغلاط ہیں تو میں کتاب کا غلطنامہ شائع کردونگا اس پر آپ نے کہا کہ علم الفقہ مجھے دیجیے تو میں اغلاط نکالوں میں نے کہا کیا آپ نے علم الفقہ اب تک نہیں دیکھی آپ نے کہا نہیں اس پر مجھے بہت تعجب ہوا کہا کہ پھر آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ اس میں اغلاط ہیں آپ نے جواب دیا کہ مجھ سے لوگوں نے کہا ہے۔

مولوی نثار احمد صاحب (بڑی دلیری سے) قرآن مجید جو وہاں رکھا ہوا تھا اٹھا کر سر پر رکھکر کھڑے

۱؎ اہل دریاباد اس ستم کو دیکھکر عبرت حاصل کریں۔ ۱۲

ہو گئے اور کہنے لگے خدا کی قسم قرآن کی قسم رسول اللہ کی قسم مجھ سے تم سے دریاباد مین مناظرہ ہوا تم
جواب نہ دے سکے اور بھاگ گئے مین نے کہا اچھا کل پرسون مہینے دو مہینے کے بعد تم جواب دینا تم
اس پر بھی نہ ٹھیرے اگر مین جھوٹی قسم کھاتا ہون تو تم اسیطرح قرآن سر پر رکھکر کہدو۔

مولنا صاحب۔ استغفر اللہ مجھے قسم کھانے کی ضرورت نہین توبہ توبہ!

تمام ایماندار اس فعل پر کانپ گئے۔ علامہ شبیلی صاحب نے اپنے بعض احباب سے بیان کیا کہ اس
شب کو مجھے نیند نہین آئی جب آنکھ لگ جاتی تھی تو وہی خیال پیش نظر ہو جاتا تھا کہ قرآن سر پر رکھے
ہوے قسم کھا رہے ہین۔

ایک دوسری حلف ایک مرتبہ مناظرہ سے دو چار دن پہلے بھی مولوی نثار احمد اسیطرح قرآن سر پر رکھکر ایک مجمع کے سامنے حلف کر چکے تھے جسمین حضرت مولنا مولوی عبد المنعم
صاحب باعکنہ خطیب جامع مسجد اور سیٹھ اسمٰعیل موتی سیٹھ نور محمد اور بعض اراکین مسجد رنگاری محلہ موجود
تھے اور بات صرف اتنی تھی کہ سیٹھ اسمٰعیل موتی نے رنگاری محلہ کی مسجد مین جو تقریبًا ۲۲ سال سے رضاخانیون
کا مرکز ہے مولنا صاحب کا وعظ کرانا چاہا مولوی نثار احمد صاحب نے کوشش کی کہ وعظ نہو۔ آخری کوشش یہ
تھی کہ مجمع مذکور مین مولوی نثار احمد صاحب نے کہا کہ قرآن منگاؤ مین ایک آیت دکھلاؤنگا اسکی تفسیر بیان
کرونگا اس سے فیصلہ قطعی انکی (یعنی مولانا صاحب مدیر النجم عم فیضھم کی) وہابیت کا ہو جائیگا لوگون نے
کہا حضرت آپ حافظ قرآن ہین آپ زبانی پڑھ دیجیے۔ تو کہا کہ نہین قرآن منگاؤ۔ یہ مجمع ایک دوکان مین
تھا وہان قرآن شریف موجود نہ تھا بالآخر کہین سے منگایا گیا۔ قرآن جیسے ہی آیا تو مولوی نثار احمد صاحب نے
سر پر رکھکر کھڑے ہو کر مولنا صاحب کی وہابیت کی قسم کھائی[۱] اور فورًا وہان سے چل دیے۔ یہ سب کچھ تو ہوا
مگر مولنا صاحب کا وعظ نہ رک سکا۔ رنگاری محلہ کی مسجد مین بتاریخ ۱۲ ربیع الاول ۴۴ھ بعد نماز عشا
وعظ ہوا بڑے بڑے عمائد بمبئی رؤسا و علما وعظ مین شریک تھے جناب خطیب صاحب جامع مسجد مولوی
عبد القہار صاحب کھنکھٹے ناظر جامع مسجد قاضی تلیائی صاحب قاضی سرگھے صاحب شہر قاضی اور دیگر حضرات
بھی موجود تھے وعظ مین حضرت امام اعظم کے مناقب جو کبھی ان رضاخانی مدعیان حنفیت نے خواب مین نہ
سنے ہونگے بیان ہوے اسی سلسلہ مین جب اس فضیلت کا بیان ہوا کہ حضرت امام اعظم کے مقلدین مین اکابر

---

[۱] ... قسم ... بھی رسول اللہ کی قسم کھائی تھی جس کے گواہ وہ تمام اصحاب ہین جن کے نام سطور بالا مین مرقوم ہین مگر
تحفۂ ثانی کی اشاعت کے بعد مولوی نثار احمد انکار کرتے ہین کہ مینے رسول اللہ کی قسم نہین کھائی مولوی
... جھوٹ بولنے اور سچ کو جھٹلانے مین بڑے مشاق ہین۔ ۱۲

اولیاء اللہ ہوئے ہین تو ارشاد فرمایا کہ امام الاولیا حضرت شاہ نقشبند رحمۃ اللہ تعالے علیہ وعلی اتباعہ
بھی حنفی تھے انکے خلیفہ حضرت خواجہ علاء الدین بھی حنفی تھے حضرت خواجہ عبید اللہ احرار بھی حنفی تھے
اسی طرح بڑے بڑے اکابر سلسلۂ نقشبندیہ کے حنفی اور فقہائے حنفیہ مین معدود ہونے کا محققانہ بیان بحوالہ
کتاب الفوائد البہیہ فی تراجم الحنفیہ مصنفہ آیۃ من آیات اللہ حضرت مولنا عبد الحی صاحب فرنگی محلی
ارشاد فرمایا پھر سلسلۂ نقشبندیہ اور امام الطریقہ کی تعریف مین یہ اشعار مولانا جامی کے پڑھے ؎

رستن ازان پردہ کہ برجانِ تست / بے مددِ پیر نہ امکانِ تست
وان گہرِ پاک نہ ہر جا بود / معدنِ آن خاکِ بخارا بود
سکہ کہ در یثرب و بطحا زدند / نوبتِ آخر بہ بخارا زدند
در خطِ آن سکہ نشد بہرہ مند / جز دلِ بے نقش شہِ نقشبند

ولہ ایضاً

تو نقشِ نقشبندان را چہ دانی / تو قدرِ گوہرِ جان را چہ دانی
گیاہِ سبز داند قدرِ باران / تو خشکی قدرِ باران را چہ دانی

ولہ ایضاً

نقشبندیہ عجب قافلہ سالارانند / کہ برند از رہِ پنہان بحرم قافلہ را

وغیر ذلک من الاشعار التی تہیج القلوب وتنور الابصار۔

اس وعظ کو سن کر سب لوگ ان وہابی گروں پر نفرین کرتے تھے۔ بالکل وہ حالت تھی کہ
جب حضرت یوسف صدیق علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو بے دینون نے بدکاری کے ساتھ متہم
کرکے اعلان دیا تو مولنا جامی لکھتے ہین ؎

چنین کردند خلقے در تماشا / ہمی گفتند حاشا ثم حاشا
کزین روے نکو بدکاری آید / وزین دلدار دل آزاری آید

المختصر حلف اٹھانے مین مولوی نثار احمد صاحب بڑے مشاق معلوم ہوتے ہین
والون کے سامنے انھون نے حلف اٹھائی جھوٹی حلف تھی کہ سچی اسکو عوام نہ امتیاز کرسکین مگر کیا قرآن مجید
کا یہ حکم بھی ناقابل التفات ہوسکتا ہے کہ خداوند کریم نے جھوٹی سچی کی قید لگائے بغیر فرمایا کہ زیادہ قسم کھانے والے
کی بات مت مانو قولہ تعالے فلا تطع کل حلاف مھین ترجمہ اے نبی زیادہ حلف کرنیوالے ذلیل کی بات مت مانیے
ایک مسئلہ بھی بیان لکھنا ضروری ہے کہ مولوی نثار احمد صاحب نے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی قسم کھائی یہ از روے فقہ حنفی ناجائز بلکہ بعض فقہا کے نزدیک شرک وکفر ہے۔
کی شرح فقہ اکبر مطبوعہ مطبع حنفی صفحہ ۲۳۳ مین ہے۔

وفی المجتبیٰ قال علی الرازی اخاف علی من یقول بحیاتی وحیاتک وما اشبہ ذالک الکفر ای لظاہر قولہ تعالیٰ فلا تجعلوا للہ اندادا ای شرکاء فی العبادۃ ولقولہ علیہ السلام من حلف بغیر اللہ فقد اشرک ولکن ما کان الحالف اراد بمجرد تعظیم نفسہ او شخص آخر فی الجملۃ لا علی وجہ المقابلۃ والمشارکۃ ما یحکم بکفرہ ویدخل فی حکمہ وما اشبہ ذالک لو حلف بالنبی وبروح النبی او حیاۃ النبی وبالکعبۃ او بالامانۃ وامثال ذالک ولو قال ان العامۃ یقولونہ ولا یعلمونہ قلت انہ شرک خفی

کتاب مجتبیٰ میں ہے کہ علی رازی نے کہا میں اس شخص پر کفر کا خوف کرتا ہوں جو اپنی زندگی یا کسی دوسرے کی زندگی کی یا اسی قسم کی چیزوں کی قسم کھائے یعنی بدلیل آیت قرآنی فلا تجعلوا للہ اندادا یعنی اللہ کا شریک عبادت میں کسی کو نہ بناؤ اور بدلیل حدیث آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کہ جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی وہ مشرک ہوگیا ولیکن جبکہ قسم کھانے والا فقط اپنی یا اپنے محبوب کی فی الجملہ تعظیم مراد لے خدا کے ساتھ مقابلہ یا شرکت کی نیت نہ ہو تو اس کے کافر ہونے کا یقین نہیں کیا جا سکتا اور اسی میں داخل ہے نبی کی یا روح نبی کی یا حیات نبی کی یا کعبہ یا امانت وغیرہ کی قسم کھانا۔ اگر کوئی کہے کہ عام لوگ ایسی قسمیں کھایا کرتے ہیں لیکن اسکا نتیجہ نہیں جانتے تو میں کہونگا کہ یہ شرک خفی ہے۔

اور الروضۃ الندیہ میں لکھا ہے

وفی حدیث ابی ہریرۃ عند ابی داؤد والنسائی وابن حبان والبیہقی قال قال رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا تحلفوا بآبائکم ولا تحلفوا الا باللہ ولا تحلفوا الا وانتم صادقون واخرج ابو داؤد والترمذی وحسنہ والحاکم وصححہ عن النبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من حلف بغیر اللہ فقد کفر وفی لفظ فقد اشرک وفی لفظ احمد عنہا والحاکم وفی لفظ للحاکم فقد کفر واشرک

ابو داؤد و نسائی و صحیح ابن حبان و سنن بیہقی میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے سوا کسی کی قسم نہ کھاؤ اور قسم سچی کے سوا نہ کھاؤ اور ابو داؤد و ترمذی و مستدرک حاکم میں ہے ترمذی نے اس حدیث کو حسن اور حاکم نے صحیح کہا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص غیر اللہ کی قسم کھائے وہ کافر ہوگیا اور ایک روایت میں ہے کہ شرک ہوگیا اور مسند امام احمد میں اور ترمذی و حاکم کی ایک روایت میں ہے کہ کافر و مشرک ہوگیا۔

اور یہی ایک بات ہے جو [illegible] ان رضا خانیوں نے جن چیزوں کو حنفی بنا کر اختیار کی ہیں سب الیسی ہیں کہ فقہ حنفی میں [illegible] شرک لکھا ہے یا یہیں یہ لوگ اپنے کو حنفی کہتے ہیں مگر [illegible] ان کو حنفی سمجھ [illegible] گرفتار رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔ آمین

المختصر [illegible] احمد رضا صاحب کے حلف کرنے [illegible] کے قلوب۔

کانپ اٹھے اُس کے بعد مولانا صاحب اٹھے۔

مولانا صاحب۔ اچھا تو آپ بہت دنوں سے میری وہابیت سے واقف ہیں (دریاباد کا واقعہ کتنے سال کا مولوی نثار احمد صاحب کے چیلنج نہ جانے کے قبل کا ہے) اب مجھے یہ تعجب ہے کہ جسکے وہابی ہونے کا آپکو اتنے دنوں سے یقین ہے اسکو آپنے بمبئی آنے سے چند روز پہلے آگرہ سے یہ خط بھیجا یہ کہکر مولانا صاحب نے ایک لفافہ لیا جسمیں متعدد خطوط تھے اور غالباً وہ سب مولوی نثار احمد صاحب کے تھے اس لفافہ میں سے ایک کارڈ نکالکر آپنے حاضرین کو پڑھکر سنایا اور حاضرین کو دکھایا نقل اس کارڈ کی بلفظہ درج ذیل ہے

نقل پوسٹ کارڈ مولوی نثار احمد صاحب بنام حضرت مولانا صاحب دامت برکاتہم

نثار احمد عفا اللہ عنہ ۷۸۶ آگرہ جامع مسجد ۱۶ استمبر[1]

مکرمی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ پرچۂ النجم دو دیکھے تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں اور دست بدعا ہوں کہ اللہ آپکو حمایت سنیت سے دیر پا قائم رکھے آپنے تمام مسلمانوں کو بڑے فرض سے سبکدوش فرمایا خدا آپ کے النجم کو دن دونی ترقی دے ہم لوگوں کا فرض ہے کہ اسکی اشاعت کے ترقی کرانے میں حصہ لیں انشاء اللہ چند محبوں سے عرض کرونگا اس سے پہلے عرصہ ہوا ایک پرچہ ملا تھا پھر کوئی نہ ملا حال واقعی عرض کیا گیا شکوہ تصور نہ ہو۔ اور نہ حق ہے اُسکا۔ والسلام

نثار احمد عفا اللہ عنہ

آگرہ جامع مسجد چہارشنبہ

پتہ میں لکھا ہے۔ بگرامی خدمت جناب مولانا عبد الشکور صاحب قبلہ اڈیٹر النجم شہر لکھنؤ اس خط کو سناکر مولانا صاحب نے فرمایا کہ اب سوال یہ ہے کہ وہابی کو آپ نے اپنا قبلہ لکھا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ لکھا۔ اس کو حامی سنت لکھا اس کو تمام مسلمانوں کا محسن قرار دیا۔ اس کی تصانیف کی اشاعت کو مسلمانوں کا فرض قرار دیا۔ کیا ایک وہابی کے لیے یہ باتیں جایز ہیں ؟

مولوی نثار احمد صاحب۔ تو پھر کیا میں اُو وہابی لکھتا۔

اس جواب کو سب لوگ اندازہ کرسکتے ہیں۔

مولانا صاحب۔ اچھا تو اب میں آپ کے پیش کردہ سات مسائل پر بحث کرنے کے لیے آمادہ ہوں مگر پہلے آپ سُنی اور وہابی کی تعریف مستند کتابوں کی رُو سے بیان فرمائیے۔

[1] سنہ نہیں لکھا مگر ڈاکخانہ کی مہر میں ۱۶ استمبر ۲۵ء ہے۔ املائی اغلاط خط میں بہت ہیں۔ ۱۲

مولوی نثار احمد صاحب - وہابی وہ سُنی حنفی ہے جو ان سات مسائل مین ہمارے[۵۱] خلاف ہو مین جانتا ہون کہ تم سنی مقلد ہو حنفی ہو مگر چونکہ سات مسائل مین ہمارے خلاف ہو اسلیے وہابی ہو اور تم مین جو خوبی ہے اُسکا بھی مین اعتراف کرتا ہون کہ ردّ روافض مین اس وقت تمھارا کوئی مثل نہین -

مولٰنا صاحب - یہ تعریف وہابی کی کسی مستند کتاب مین دکھلائیے -

مولوی نثار احمد صاحب - کسی کتاب مین یہ تعریف نہین دکھائی[۵۳] جا سکتی - یہ تو ہماری اصطلاح ہے مین خود صاحب اصطلاح ہون ولا مشاحۃ فی الاصطلاح یعنی اصطلاح مین کچھ جھگڑا نہین ہر شخص کو اختیار ہے جو اصطلاح اپنے لیے چاہے مقرر کرے -

مولٰنا صاحب - تمام حاضرین (آپکے خانہ ساز) وہابیت کی حقیقت سمجھ گئے - مجھے اسکے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہین البتہ صرف اتنا عرض کرتا ہے کہ جن مسائل مین اختلاف کرنیکو آپ وہابیت کا معیار قرار دیتے ہین حضرت حاجی امداد اللہ صاحب قدس سرہٗ جو اکابر علمائے ہندوستان کے پیر و مرشد تھے آپکے والد مرحوم بھی انکے خادم و مرید تھے اپنے فیصلہ ہفت مسائل مین ان مسائل کے اختلاف کو مثل اختلاف حنفی و شافعی کے قرار دیتے ہین اور انمین بحث مباحثہ کرنے بلکہ فتوے لکھنے کو بھی منع کرتے ہین اور انکی بنا پر کسی کو وہابی کہنا ممنوع قرار دیتے ہین یہ لکھکر فیصلہ ہفت مسائل[۵۴]

---

[۵۱] الحمد للہ کہ رضاخانیون کو انکار کی گنجایش نہین رہی - اخبار غالب مورخہ ۱۸ - اکتوبر سنہ ۲۵ع صفحہ ۲ کے پہلے کالم مین نجندی صاحب نے مولوی نثار احمد صاحب کا یہ بیان چھاپ دیا - معلوم ہوا کہ جسکو یہ لوگ وہابی کہین وہ سُنی بھی ہوتا ہے اور حنفی بھی - پھر آگے چلکر اخبار غالب مین مولٰنا صاحب کے سنی ہونے سے انکار کیا ہے ذالک مبلغہم من العلم ۱۲

[۵۲] اخبار غالب مین بجائے لفظ "ہمارے" کے "اہل سنت" کا لفظ لکھی ہے لیکن اتنا نہ سمجھا کہ اہل سنت کے خلاف لکھکر پھر اسکو سُنی کیونکر کہا جا سکتا ہے لہٰذا لفظ اہل سنت بیان مین نہین کھپتی اور صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ لفظ بے جوڑ بڑھائی گئی ہے ۱۲

[۵۳] مناظرہ امروہہ مین روافض کے مناظر نے بھی بعض مباحث مین عاجز ہو کر یہی کہا تھا کہ مین کتاب مین نہین دکھا سکتا یہ میری اصطلاح ہے تشابہت قلوبہم - یہان ایک سوال ہوتا ہے کوئی رضاخانی صاحب اسکا جواب عنایت فرمائین کہ کیا شریعت آپکی خانہ زاد چیز ہے ورنہ آپکو نئی اصطلاح کا کیا حق ؟ ۱۲

[۵۴] فیصلہ ہفت مسائل کی عبارت جو مولٰنا صاحب پڑھنا چاہتے تھے یہ ہے - فیصلہ ہفت مسائل مطبوعہ کانپور ص۵ مین مسئلہ قیام مولود کے متعلق لکھتے ہین - "رہا عملدرآمد جو اس مسئلے مین رکھنا چاہیے وہ یہ ہے کہ ہرگاہ یہ مسئلہ اختلافی ہے اور ہر فریق کے پاس دلائل شرعی بھی ہین گو قوت و ضعف کا فرق ہو جیسا اکثر مسائل اختلافیہ فرعیہ مین ہوا کرتا ہے پس خواص کو تو یہ چاہیے کہ جو اُن کو تحقیق ہو اُس پر عمل رکھین اور دوسرے فریق کے ساتھ بغض و کینہ نہ رکھین نہ نفرت و تحقیر کی نگاہ سے اُسکو دیکھین نہ تفسیق و تضلیل کرین بلکہ اس اختلاف کو مثل اختلاف حنفی و شافعی کے سمجھین اور باہم ملاقات و مکاتبت و سلام و موافقت و محبت کے رسوم جاری رکھین اور تردید و مباحثہ سے خصوصًا بازاریون کے ہذیانات سے کہ منصب اہل علم کے خلاف ہے پرہیز رکھین بلکہ ایسے مسائل مین نہ فتوے لکھین نہ مہر و دستخط کرین کہ فضول ہے اور ایک دوسرے کی رعایت رکھنے" نیز اسی کتاب کے صفحہ ۷ مین فاتحہ مروجہ کے متعلق لکھتے ہین "اور مشرب فقیر کا اس مسئلے مین یہ ہے کہ فقیر اس ہیئت کا پابند نہین ہے مگر کرنے والون پر انکار نہین کرتا - اور عملدرآمد اس مسئلے مین ایسا رکھنا چاہیے یعنی دو فریقون کا باہم مل جل کر رہنا اور مباحثہ و قیل و قال نہ کرنا اور ایک دوسرے کو وہابی بدعتی نہ کہنا اور عوام کو غلو اور جھگڑون سے منع کرنا - بحث مولد مین گذر چکا" ۱۲

کی عبارت مولنٰنا صاحب نے پڑھنا شروع کیا شاید دو سطرین بھی نہ پڑھی ہونگی کہ سیٹھ سلیمان قاسم[1] متھا مثل سابق اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر اسی طرح بگڑ کر غصہ مین جو جو الفاظ انھون نے منھ سے نکالے وہ اُن کے نامۂ اعمال مین انشاء اللہ تعالےٰ درج ہو چکے۔

علامۂ شبلی صاحب (جو اس طوفان بے تمیزی سے بے حد پریشان معلوم ہوتے تھے) اچھا ان سات مسائل پر تقریر شروع کر دیجیے۔

مولوی نثار احمد صاحب سب سے پہلے مسئلہ علم غیب کا شروع ہونا چاہیے۔

علامہ شبلی صاحب۔ آپ دونون حضرات اس کاغذ[2] پر اپنا اپنا عقیدہ لکھدیجیے۔

مولوی نثار احمد صاحب نے اپنا عقیدہ ان الفاظ مین لکھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب[3] جمیع ماکان[4] و مایکون تھے۔

مولنٰنا صاحب نے لکھا "ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ حق تعالےٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کی بہت سی باتون پر اطلاع دی ماکان یعنی زمانہ گذشتہ کے غیب کی بہت سی چیزون پر اور مایکون یعنی زمانہ آیندہ کے غیب کی بہت سی چیزون پر بھی اور نہ صرف یہی بلکہ زمانۂ حال[5] کے غیب کی بہت سی چیزون پر بھی مگر جمیع امور غیبیہ اور جمیع ماکان و مایکون کا علم مخصوص بذات حق تعالےٰ شانہ ہے۔

علامہ شبلی صاحب۔ اچھا اب آپ دونون حضرات اپنے اپنے دلائل پیش فرمائیے۔

مولوی نثار احمد صاحب اور اُن کے ساتھی یہ سُن کر بہت گھبرائے کیونکہ وہ تو صرف مولنٰنا صاحب سے ہان یا نہ کہلوا کر عوام کو برانگیختہ کرنے کی ٹھان کر آئے تھے سیٹھ سلیمان قاسم متھا سے بھی غالباً صاف صاف نہ کہہ سکے کہ پھر گڑبڑی مچا کر ہمین دلائل کے پیش کرنے سے بچالو سنگ آمد و سخت آمد۔ علامہ شبلی صاحب نے مولوی نثار احمد صاحب کو ساکت دیکھا کہا کہ کہیے تو مین آپکی طرف سے آیات قرآن مجید پڑھون۔

مولنٰنا صاحب۔ اچھا مین دلائل پیش کرتا ہون۔

---

[1] ان صاحب کے بار بار بگڑنے اور مولنٰنا صاحب کی شان مین گستاخانہ الفاظ بکنے اور مباحثہ مین بیجا مداخلت کرنے کا اقرار اخبار ستیارتھ گجراتی مورخہ ۱۴ اکتوبر ۲۵ء مین سیٹھ مذکور کے چچا احمد متھا کے مضمون مین موجود ہے۔ فالحمد للہ علےٰ ذلک ۱۲

[2] یہ کاغذ آخر وقت مین مولوی نثار احمد صاحب کے ہاتھ مین تھا۔ علامہ شبلی سے پوچھا گیا تو معلوم ہوا کہ یہ کاغذ اُن کے پاس نہین ہے کوئی صاحب لے گئے۔ [3] مضاف پر الف لام سبحان اللہ ۱۲ [4] طبع اول مین جمیع کی نقط چھپنے سے رہگئی تھی ۱۲

[5] مولوی نثار احمد صاحب نے کچھ تو اپنی خفت مٹانے کے لیے اور کچھ اس لیے کہ جہلا کی نظر مین ان کا علم ظاہر ہو زمانہ کے غیر قار ہونے کی فلسفی بحث نہین بلکہ محض چند اصطلاحی الفاظ استعمال کر کے زمانۂ حال کے وجود کا انکار کر دیا کاش مولوی نثار احمد صاحب نے اپنے والد کے استاذ الاستاذ حضرت مولنٰنا مفتی عنایت احمد صاحب کاکوروی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الکلام المبین دیکھی ہوتی۔ شریعت مین فلسفی اصطلاحات کا کچھ اعتبار نہین ۱۲

مسألہ علم غیب پر طرفین کی تقریرون کا خلاصہ

اگرچہ ہم بخیال طوالت اس مقام پر طرفین کی تقریرون کا خلاصہ درج کرتے ہین لیکن واضح رہے کہ اس خلاصہ کے کسی جزو کا انکار رضاخانی صاحبان نہین کر سکتے اخبار غالب مورخہ ۱۸ اکتوبر ۲۵ء اور اخبار رسالت مورخہ ۱۸ اکتوبر ۲۵ء اور اخبار سیاستر مورخہ ۱۸ اکتوبر ۲۵ء اور ضمیمہ غالب مورخہ ۱۸ اکتوبر ۲۵ء موسوم بہ "شبلی صاحب کے فیصلہ پر سرسری نظر" میں ان تمام مضامین کا اقرار موجود ہے مولٰنا صاحب - قال اللہ تعالیٰ - قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ (پارہ ۲۰ رکوع ۱ سورۂ نمل) ترجمہ اے نبی کہدیجیے کہ نہین جانتا کوئی آسمانون مین اور زمین مین غیب کو سوا اللہ کے - اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ جمیع امور غیبیہ کا علم سوا خدا کے کسی کو نہین البتہ حق تعالے غیب کی جن باتون پر چاہتا ہے اپنے نبیون کو اطلاع دیتا ہے اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام نبیون سے زیادہ علوم غیبیہ عطا فرمائے -

(۲) وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ (سورۂ یٰس) ہم نے اپنے نبی کو شعر کا علم نہین دیا اور نہ یہ چیز اُن کی شان کے لائق ہے - ماکان و مایکون مین ایک چیز شعر بھی ہے اس کا علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہین عطا ہوا لہٰذا جمیع ماکان و مایکون کا دعوے غلط ہو گیا -

(۳) کتب عقائد مین تمام وہ عقیدے مذکور ہین جن پر اہل سنت وجماعت کے مذہب کی بنیاد ہے مگر کسی کتاب عقائد مین علم غیب کا عقیدہ جیسا کہ مولوی نثار احمد صاحب نے لکھا مذکور نہین اور ہو تو مولوی صاحب دکھلائین لیکن وہ نہ دکھلا سکین گے[1] البتہ مین نفی اس عقیدہ کی کتب عقائد مین دکھاتا ہون شرح عقائد نسفی مین جہان انبیاء علیہم السلام پر ایمان لانے کا ذکر ہے لکھا ہے یہ کہکر شرح عقائد نسفی کی عبارت ذیل پڑھی :-

وقد روی بیان عددهم فی بعض الاحادیث علی ما روی ان النبی علیه الصلوٰة والسلام سئل عن عدد الانبیاء فقال مائة الف واربعة وعشرون الفا وفی روایة مائتا الف

اور یہ تحقیق انبیاء علیہم السلام کا شمار بعض احادیث مین روایت کیا گیا ہے منقول ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے شمار انبیاء علیہم السلام کا پوچھا گیا آپ نے فرمایا کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار اور ایک روایت مین ہے کہ دو لاکھ

---

[1] کتب عقائد مین دکھلانے کا بار بار مطالبہ کیا گیا تو سیٹھ سلیمان قاسم مٹھا نے بھی مولوی نثار احمد صاحب سے کہا کہ آپ کیون نہین دکھاتے مگر مولوی نثار احمد صاحب یہی کہتے رہے کہ کتب عقائد مین دکھانے کی ضرورت نہین - آخر مین یہ بھی کہا کہ کتب عقائد مین تو نہین مگر تلاش کرنے سے حاشیہ مین مل جائیگا - ۱۲

واربع وعشرون الفا والاولى ان لا يقتصر على عدد في التسمية فقد قال الله تعالى مِنْهُمْ مَنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَنْ لَمْ نَقْصُصْ[1] عليك ولا يؤمن في ذكر العدد ان يدخل فيهم من ليس منهم ان ذكر عدد اكثر من عددهم او يخرج منهم من هو فيهم ان ذكر اقل من عددهم يعني ان خبر الواحد على تقدير اشتماله على الشرائط المذكورة في اصول الفقه لا يفيد الا الظن ولا عبرة بالظن في باب الاعتقاديات خصوصا اذا اشتمل على اختلاف رواية وكان القول بموجبه مما يفضي الى مخالفة ظاهر الكتاب وهو ان بعض الانبياء لم يذكر للنبي عليه الصلاة والسلام۔

چوبیس ہزار اور بہتر یہ ہے کہ کوئی عدد خاص پیغمبرون کا معین نہ کیا جائے اس لیے کہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے کہ رسولون مین سے بعض کا حال ہم نے آپ سے بیان کیا اور بعض کا نہین بیان کیا اور انبیا کا شمار بیان کرنے مین اندیشہ ہے کہ غیر نبی کا شمار نبی مین ہو جائے اگر انکی واقعی تعداد سے زیادہ عدد بیان کیا جائے یا کوئی نبی شمار کرنے سے رہ جائے اگر انکی واقعی تعداد سے کم عدد بیان کیا جائے کیونکہ خبر واحد باوجود ان شرائط کے پائے جانے کے جو اصول فقہ مین مذکور ہین صرف ظن کا فائدہ دیتی ہے اس سے یقین نہین حاصل ہوتا اور عقائد کے بارہ مین ظنیات کا اعتبار نہین خصوصاً جبکہ روایت مین اختلاف بھی ہو اور اسکے موافق عقیدہ رکھنے مین قرآن شریف کی مخالفت لازم آئے اور وہ مخالفت یہ ہے کہ بعض نبیون کا ذکر نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے نہین کیا گیا۔

دیکھیے کیسی صاف عبارت ہے جس سے جمیع ماکان ومایکون کا دعوے باطل ہوتا ہے مصنف نے قرآن مجید کی آیت سے ثابت کیا ہے کہ حضور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بعض نبیون کی اطلاع نہین دی گئی کیا انبیاء علیہم السلام ماکان ومایکون مین نہ تھے (یقیناً تھے بلکہ اشرف ماکان و مایکون انھین کی ذوات قدسیہ ہین)

(۴) فقہ حنفی کی معتبر کتابون مین بھی سوا خدا کے کسی کو غیب دان جاننا اور کہنا ناجائز لکھا ہے بلکہ اس عقیدہ کو کفر قرار دیا ہے اس وقت چند نہایت معتبر کتابون کی بعض عبارات پڑھتا ہون۔

---

[1] جس وقت مولنا صاحب نے یہ آیت پڑھی رضاخانی مولویون نے خصوصاً سعد اللہ صاحب امام زکریا مسجد نے شور برپا کر دیا کہ آیت غلط پڑھی آیت غلط پڑھی (وہ منتظر قابل دید تھا) لم نقصص نہین بلکہ لم نقصصھم ہے مولنا صاحب نے فرمایا اسمین شور وغل کی کیا بات ممکن ہے میری کتاب مین غلط چھپ گیا ہو مگر اسکے بعد مکان پر آکر شرح عقائد کے متعدد نسخون مطبوعہ ہندوستان ومصر مین دیکھا گیا کسی مین لفظ ھم کی زیادتی نہ تھی پھر قرآن مجید مین دیکھا سورۂ مومن کے آخر مین یہ آیت ہے اسمین بھی لفظ ھم نہین ہے۔ یہ ہے رضاخانیون کی ایمانداری لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

دوسری تحریف رضاخانی فرقہ نے ضمیمۂ غالب مورخہ ۱۸ اکتوبر ۱۹۲۳ء مین آیت الشعراء یتبعھم الغاوون الا انھم فی کل وادٍ یھیمون چھاپی ہے حالانکہ قرآن مجید مین بجائے الا انھم کے الم تر انھم ہے کیسی کھلی تحریف ہے اس تحریف سے آیت کا مطلب بھی خراب ہو گیا[2]

علامہ محقق ابن ہمام جنکو علامہ شامی کہتے ہین کہ بلغ رتبۃ الاجتہاد۔ اپنی کتاب مسائرہ مین لکھتے ہین۔

وکذا علم المغیبات ای وکعدم علم بعض المسائل علم المغیبات فلا یعلم النبی منہا الا ما اعلمہ اللہ بہ احیانا وذکر الحنفیۃ فی فروعہم تصریحا بالتکفیر باعتقاد ان النبی یعلم الغیب لمعارضۃ قولہ تعالے قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ۔

اور انبیاء غیب کی باتون کا علم یعنی جس طرح بعض مسائل کا علم نہین اسیطرح غیب کی باتون کا بھی علم نہین ہے نبی غیب کی باتین صرف اسیقدر جانتے ہین جو کبھی کبھی اللہ نے انکو بتلا دین اور حنفیہ نے اپنی فقہ کی کتابون مین اس شخص کو کافر لکھا ہے جو یہ عقیدہ رکھے کہ نبی غیب جانتے تھے کیونکہ یہ عقیدہ آیۂ قرآنی قل لا یعلم من فی الآیۃ کے معارض ہے

علامہ علی قاری مکی شرح فقہ اکبر مین لکھتے ہین۔

ثم اعلم ان الانبیاء علیہم السلام لم یعلموا المغیبات الا ما اعلمہم اللہ تعالے احیانا وذکر الحنفیۃ تصریحا بالتکفیر باعتقاد ان النبی علیہ السلام یعلم الغیب لمعارضۃ قولہ تعالے قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ

پھر جاننا چاہیے کہ انبیاء علیہم السلام غیب کی باتین نہین جانتے مگر جس قدر کہ اللہ تعالے نے کبھی کبھی انکو بتایا اور حنفیہ نے اس شخص کو کافر لکھا ہے جو یہ عقیدہ رکھے کہ نبی علیہ السلام غیب جانتے تھے کیونکہ یہ عقیدہ آیۂ قل لا یعلم من فی السموٰت والارض الغیب الا اللہ کے خلاف ہے۔

علامہ زین الدین بن نجیم [متوفی ۹۷۰ھ] بحر الرائق مین بحوالہ فتاوے قاضی خان وفتاوے خلاصہ لکھتے ہین۔

وفی الخانیۃ والخلاصۃ لو تزوج بشہادۃ اللہ ورسولہ لا ینعقد ویکفر لاعتقاد ان النبی یعلم الغیب۔

فتاوے قاضی خان اور فتاوے خلاصہ مین ہے کہ اگر اللہ ورسول کو گواہ قرار دیکر نکاح کرے تو صحیح نہوگا اور کافر ہوجائیگا بوجہ اس عقیدہ کے کہ نبی غیب جانتے ہین۔

درمختار مین ہے۔

تزوج بشہادۃ اللہ ورسولہ لم یجز بل قیل یکفر واللہ اعلم۔

اللہ اور رسول کو گواہ قرار دیکر نکاح کرے تو جایز نہوگا بلکہ کہا گیا ہے کہ وہ شخص کافر ہوجائیگا۔ واللہ اعلم۔

حضرت مولنا عبد الحی صاحب فرنگی محلی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہین "در شریعت محمدیہ ثابت نہ گردیدہ کہ آنحضرت صلعم بر تمامی علوم جمیع اشیاے ماضیہ ومستقبلہ جزئیہ وکلیہ اطلاع داشتند الا ما شاء اللہ تعالے"

(دیکھو مجموعۃ الفتاوے جلد اول صفحہ مطبوعہ شوکت اسلام پریس لکھنؤ)

مولوی نثار احمد صاحب کے جوابات اور اُن کا جواب الجواب

یہ چونکہ تینون کتابون پر شامل ہے یعنی فتاوی قاضیخان فتاوی خلاصہ بحر الرائق۔ اسلیئے تینون ہندسے اسپر دیئے گئے [۱۲]

(۱) پہلی آیت کے متعلق کہا کہ لا یعلم کے معنی ہین بغیر بتائے ہوئے نہین جانتا۔ اس پر مولٰنا صاحب نے مولٰنا شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی اور مولٰنا شاہ عبدالقادر صاحب محدث دہلوی کا ترجمہ قرآن شریف دکھلایا کہ بغیر بتلائے ہوئے کی لفظ کسی ترجمہ مین نہین آپ نے کہان سے بڑھائی ؟ پھر مولٰنا صاحب نے بحوالہ تفسیر معالم التنزیل[1] بیان کیا کہ یہ آیت کفار کے اس سوال کے جواب مین اُتری ہے کہ قیامت کب آئیگی لہذا اگر آیت کے ترجمہ مین علم ذاتی کی نفی کی جائے تو سوال سے جواب کو کوئی ربط نہ رہیگا۔ سائل اپنے سوال کا جواب مانگتا ہے اس سے یہ کہنا کہ مجھے علم ذاتی تیرے جواب کا نہین ہے کس قدر بے ربط بات ہے اس شان نزول کا جواب[2] مولوی نثار احمد صاحب نے اخیر تک معقول یا نامعقول کچھ بھی نہ دیا۔

(۲) دوسری آیت کے متعلق مولوی نثار احمد صاحب نے کہا کہ شعر چونکہ بُری چیز ہے اور آیۂ الشعراء یتبعہم الغاوون پڑھی اسلیے یہ علم حضرتؐ کو نہین دیا گیا یہ علم شرف نبوت کے خلاف ہے کیا ہم جوتا گانٹھنے کا علم بھی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے مانین کیا حجام کا علم بھی حضورؐ کیلئے ثابت کرین اور پھر کئی مثالین ایسی ہی رکیک اور بیہودہ بیان کین مولٰنا صاحب نے فرمایا کہ یہ تو آپ خود اپنے دعوے کو باطل کیے دیتے ہین ایک چیز بھی ماکان و مایکون کی حضور کے علم سے باہر مان لی تو جمیع ماکان و مایکون نرہا آپ کا دعوی غلط ہو گیا۔

(۳) کتب فقہ کی عبارتون کا یہ جواب دیا کہ مراد فقہا کی یہ ہے کہ جو نبی کے لیے علم غیب ذاتی کہے وہ کافر ہے۔ مولٰنا صاحب نے فرمایا اس مراد کے لیے کوئی قرینہ اُن عبارتون مین نہین ہے بلکہ اسکے خلاف[3] کا قرینہ ان عبارتون مین موجود ہے تو پھر مولوی نثار احمد صاحب نے اسکا کچھ جواب نہ دیا۔ دوسرا جواب کتب فقہیہ کا یہ دیا کہ آپ قرآن و حدیث کے مقابل مین فقہ کی کتابین پیش کرتے ہین یہ جواب مولوی نثار احمد صاحب کے حنفی ہونے پر پوری روشنی ڈالتا ہے۔

مولوی نثار احمد صاحب کے دلائل اور اُن کے جوابات

علم غیب جمیع ماکان و مایکون کے ثبوت مین مولوی نثار احمد صاحب نے حسب ذیل دلائل پیش کیے

[1] اصل عبارت تفسیر معالم التنزیل کی یہ ہے قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ نزلت فی المشرکین حیث سألوا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من قیام الساعۃ ۱۲۔

[2] یہ شان نزول کتب تفسیر مین مذکور ہونے کے علاوہ سیاق آیت سے بھی ثابت ہوتا ہے آیت مذکورہ کا تتمہ یہ ہے وَمَا یَشْعُرُوْنَ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ ترجمہ اور نہین جانتے آسمان والے اور زمین والے کہ کب اُن کا حشر ہوگا اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کسی نے قیامت کا وقت پوچھا تھا اسی کے جواب مین یہ آیت اُتری ہے ۱۲۔

[3] مثلاً مسایرہ اور شرح فقہ کی عبارت مین عدم علم اور لم یعلموا کی لفظ اور احیاناً کی لفظ پھر آیت قُلْ لَا یَعْلَمُ کو دلیل بنانا جس سے نفی ذاتی عطائی دونون کی ہو رہی ہے ۱۲

(۱) قال اللہ تعالے وما ھو علے الغیب بضنین (ترجمہ) نبی غیب کے بتانے مین بخیل نہین ہین الغیب مین الف لام جنس کا ہے لہذا تمام افراد علم غیب کے اس مین داخل ہین اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جمیع ماکان و مایکون کے عالم تھے۔

مولنا صاحب نے اس کے جواب مین فرمایا کہ اگر آپ کا یہ استدلال صحیح ہو اور الغیب مین تمام علوم غیبیہ کا احاطہ کر لیا جاے تو یہ لفظ ماکان ومایکون سے بھی زیادہ وسیع ہو جائیگا اور علم باری تعالے کے ساتھ برابری لازم آجائیگی **بجواب** اس کے مولوی نثار احمد صاحب نے کبھی[۱] تو کہا کہ ماکان ومایکون سے زیادہ اور ہے کیا۔ اور کبھی[۲] یہ کہا کہ ماکان ومایکون کے بعد اب صرف معدومات و ممتنعات باقی رہے اور کبھی[۳] یہ کہا کہ تساوی علم باری تعالے لازم نہ آئیگی کیونکہ علم باری تعالے ذاتی ہے اور حضور کا علم عطائی ہے۔ اور کبھی[۴] یہ کہا کہ باری تعالے کا علم غیر محدود ہے اور حضور کا علم محدود۔ اور کبھی یہ کہا کہ حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم کی مثال خدا کے علم کے سامنے ایسی ہے جیسے ایک چڑیا اپنی چونچ مین سمندر سے پانی لے۔ باری تعالے کا علم سمندر ہے اور حضور کا علم اس پانی کی برابر جو چڑیا کی چونچ مین آتا ہے۔ چڑیا کی چونچ کی تحقیر کی توہین مثال مولوی نثار احمد صاحب نے پے در پے چار تقریرون مین بیان کی نعوذ باللہ منہ۔

(۲) مولوی نثار احمد صاحب نے ایک تقریر مین جلدی جلدی حسب ذیل آیات قرآنیہ پڑھ دین تلک[۱] من انباء الغیب نوحیھا الیک اور ذلک[۲] من انباء الغیب نوحیہ الیک اور وما[۳] کان اللہ لیطلعکم علے الغیب ولکن یجتبی من رسلہ من یشاء اور عالم[۴] الغیب فلا یظھر

[۱] ان آیات کا ترجمہ علے الترتیب یہ ہے کہ [۱] یہ بات غیب کی خبرون مین سے بعض ہے جس کو ہم آپ پر وحی کرتے ہین [۲] یہ چیز غیب کی خبرون مین سے بعض ہے جس کو ہم آپ پر بذریعۂ وحی نازل کرتے ہین ان دونون آیتون مین من تبعیضیہ موجود ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ بعض باتین غیب کی بذریعۂ وحی حضور کو بتائی گئین [۳] اللہ ایسا نہین ہے کہ تم کو غیب پر اطلاع دے ولیکن اپنے رسولون مین سے جن کو چاہتا ہے چن لیتا ہے یعنی اُن کو غیب کی باتون پر اطلاع دیتا ہے [۴] اللہ عالم الغیب ہے اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہین کرتا مگر جس رسول کو پسند کرتا ہے اس کو مطلع کرتا ہے ۱۲۔ تفسیر اور فقہ کی کتابون مین تصریح ہے کہ اس آیت سے انبیاء علیہم السلام کا غیب کی باتون پر مطلع کیا جانا ثابت ہوتا ہے۔ شامی شرح درمختار کتاب النکاح مین ہے وان الرسل یعرفون بعض الغیب۔ قال تعالی۔ عالم الغیب فلا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول یعنی خدا کے پیغمبر غیب کی بعض باتین جانتے ہین دلیل اسکی یہی آیت ہے عالم الغیب الخ ۱۲۔

علیٰ غیبہ احدا الامن ارتضیٰ من رسول۔ ان آیتون کو تلاوت کر کے کہنے لگے کہ ان کا ترجمہ اور مطلب بیان کرنے مین طول ہوگا لہذا خلاصہ یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو علم غیب جمیع ماکان ومایکون حاصل تھا۔ سیٹھ سلیمان قاسم مٹھا نے بار بار کہا کہ حضرت آپ طول کا خیال نہ کیجیے مجھے تو یہ بحث اچھی معلوم ہوتی ہے مین نے تو آج ان باتون کو سنا مگر مولوی نثار احمد صاحب نے ترجمہ واستدلال ان آیات کا نہ بیان کیا۔

مولنا صاحب نے اس کے جواب مین فرمایا کہ ان آیات کا خلاصہ ہرگز وہ نہین جو آپ نے بیان کیا بلکہ ان کا خلاصہ صرف یہ ہے کہ انبیا علیہم السلام کو بعض باتین غیب کی بتائی جاتی ہین نہ کل اور نہ جمیع ماکان ومایکون اور یہ ہمارا عقیدہ ہے نہ آپ کا۔ آپ کی پیش کردہ چار آیات مین سے دو مین مِن تبعیضیہ موجود ہے اور دو مین اگر بعض کی لفظ نہین تو کل کی بھی نہین ہے لہذا آپ کا مدعا ثابت نہوا اور اگر آپ کی خاطر سے کل مراد لے لیا جائے تو ماکان ومایکون سے بھی زیادہ یہ لفظ وسیع ہو جائیگا اور علم حق تعالےٰ کے ساتھ برابری لازم آئیگی۔ نعوذ باللہ منہ۔

(۳) ۔ مولوی نثار احمد صاحب نے پے درپے کئی بار کہا کہ یہ مین جانتا ہون کہ بہت سی آیتین ہین بہت سی حدیثین ہین بہت سے واقعات ہین جن سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو علم غیب نہ تھا مگر یہ آیات واحادیث وواقعات پہلے کے ہین حضور کو علم غیب ماکان ومایکون آخر عمر مین اخیر وقت مین ملا۔

(۴) مولوی نثار احمد صاحب نے کئی دفعہ کہا کہ اگر حضور کو علم غیب ماکان ومایکون کا حاصل ہونا اخیر عمر مین نہ مانا جائے تو ما انا بقادیؐ اور لا اعلم کی تاویل نہایت دشوار ہوگی اور قرآن شریف کی آیتون مین تعارض ہو جائیگا کہ بعض آیات سے تو نفی علم غیب کی ہوتی ہے اور بعض سے ثبوت ہوتا ہے۔

جناب مولنا صاحب کی آخری تقریر

حضرات حاضرین محفل چند باتین یاد رکھین جن سے پوری توضیح اس بحث کی ہو چکی۔

اول ۔ جناب مولوی نثار احمد صاحب نے جس قدر آیات پڑھین ایک سے بھی کل علم غیب یا جمیع ماکان ومایکون ثابت نہ ہوا۔

دوم ۔ جو عقیدہ اپنا اس مسئلہ مین انھون نے بیان کیا اس کو کتب عقائد مین باوجو پے درپے

مطالبہ کے نہ دکھایا بلکہ اقرار کر لیا کہ کتب عقائد مین کہین یہ عقیدہ نہین ہے شاید تلاش سے کسی حاشیہ مین ملے۔ البتہ مین نے اپنے عقیدہ کی تائید شرح عقائد نسفی سے پیش کر دی۔

سوم۔ کتب فقہ حنفی کی جو عبارتین مین نے پیش کین اس کا جواب مولوی صاحب نے نہ دیا۔

چہارم۔ مولوی صاحب نے بار بار اقرار کیا کہ بہت سی آیتین اور حدیثین اور بہت سے واقعات ان کے عقیدہ کے خلاف اور میرے عقیدہ کی تائید مین ہین۔

پنجم۔ مولوی صاحب کے خیال مین کچھ آیات ان کے عقیدہ کے ثبوت مین بھی ہین اور اس طرح گویا قرآن شریف کی آیتون مین دو مختلف و متضاد مضمون بیان ہوئے ہین جن مین تطبیق کی صورت مین یہ عرض کرتا ہون کہ نفی کل کی ہے اور اثبات بعض کا ہے مگر مولوی صاحب یہ تجویز کرتے ہین کہ نفی کی آیات و احادیث و واقعات پہلے کے ہین حضور کو علم غیب اخیر عمر مین ملا۔ اس پر میرے دو سوال ہین۔ ایک یہ کہ حضور کی تمام عمر شریف مولوی صاحب نے بے کمالی مین فرض کر دی۔ کیا یہ توہین حضور کی نہین ہے۔ دوسرا یہ کہ مولوی صاحب کو یہ کہان سے معلوم ہوا کہ حضور کو اخیر عمر مین علم غیب ملا اگر کسی آیت یا حدیث مین یہ مضمون ہو تو وہ آیت یا حدیث پیش کرین اور اگر مولوی صاحب نے استنباط کیا ہو تو صاف فرما دین کہ یہ میرا اجتہاد و استنباط ہے پھر انشاء اللہ مین ایک آیت[1] قرآن شریف کی پیش کرونگا جس مین اخیر وقت مین بھی علم غیب کے حصول کی صحیح نفی موجود ہے۔

ششم۔ مولوی صاحب نے حق تعالیٰ کے علم کی برابری کے کئی مختلف جواب دیے۔ ایک جواب کا ما حصل یہ ہے کہ مقدار مین تو حضور کا علم اور خدا کا علم برابر ہے فرق صرف کیفیت کا ہے کہ خدا کا علم ذاتی ہے اور حضور کا علم عطائی۔ یہ فرق جو وقعت رکھتا ہے ظاہر ہے ایک جواب کا ماحصل یہ ہے کہ حضور کے علم شریف کو جزئیات کی حیثیت سے تشبیہ دیکر اس کا محدود ہونا اور خدا کے علم کا غیر محدود ہونا

---

[1] چونکہ اس کے بعد جلسہ برخاست ہوگیا اس وجہ سے وہ آیت پیش نہ ہوئی وہ آیت یہ ہے يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ (پارہ ۷ سورۂ مائدہ) (ترجمہ جس دن جمع کریگا اللہ رسولوں کو [illegible] قیامت کے دن انبیاء سے پوچھیگا کہ تم کو قوم کی طرف سے کیا جواب ملا [illegible] غیبون کو جاننے والا تو ہی ہے۔ اس آیت سے ظاہر ہے کہ قیامت کے دن [illegible] غیب دانی سے انکار فرمائینگے لہذا اخیر عمر مین [illegible]

علم غیب [illegible]

بیان فرمایا مگر جب جمیع ماکان وما یکون کا علم حضور کو ہے اور مولوی صاحب فرما چکے کہ جمیع ماکان وما یکون کے بعد صرف معدومات وممتنعات باقی رہجاتے ہین تو اس کے متعلق گذارش ہے کہ صرف معدومات وممتنعات کی زیادتی خدا کے علم مین ہوئی اس سے خدا کا علم غیر محدود کیسے ہوا۔ پھر یہ بھی خیال کرنا چاہیے کہ معدومات وممتنعات محض فرضی چیزین ہین ان فرضی چیزون کے علم کو خدا کے مخصوصات سے کہنا علم الٰہی کی کس قدر تنقیص ہے۔

مولوی نثار احمد صاحب کی آخری تقریر

(۱) مولوی صاحب نے اپنی آخری تقریر مین پھر چڑیا کی چونچ کی تشبیہ دیکر خدا کے علم کا غیر محدود ہونا اور حضور کے علم کا محدود ہونا بیان کیا اور مولٰنا صاحب کی کسی بات کا جواب نہ دیا جس کا صاف منشا یہ تھا کہ مولوی صاحب چار و ناچار حضرت مولٰنا صاحب کے عقیدہ سے متفق ہوگئے اور صرف لفظون کا فرق رہ گیا۔ رضاخانیون کا اصلی مذہب مولوی صاحب نے بہ تقاضائے مصلحت وقت ظاہر نہ کیا۔

(۲)۔ مولوی نثار احمد صاحب نے آخر عمر مین حضور کو علم غیب (وہ بھی بقول خود چڑیا کی چونچ کے پانی کے برابر) ملنے کے ثبوت مین آیہ[1] نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ اور حدیث تجلّٰی لی کل شیء پڑھ دی مگر نہ اس کا کچھ مطلب بیان کیا نہ استدلال کی تقریر کی۔ البتہ بار بار تعلّی وخودستائی کے الفاظ کہتے رہے اور مجمع عام کو اشتعال دلانے کی بے سود کوشش کرتے رہے۔

اسی اثنا مین کسی نے کہا کہ وقت زیادہ ہوگیا ہے لہذا علامہ شبلی صاحب نے سیٹھ سلیمان قاسم مٹھا کی رائے سے جلسہ برخاست کیا۔

---

[1] اس آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا جس مین ہر شے کا بیان ہے مولوی صاحب کا استدلال غالباً یہی ہوگا کہ قرآن مین جب ہر شے کا بیان ہے تو سلسلہ نزول قرآن کے ختم ہونے کے بعد حضور کو علم غیب جمیع ماکان وما یکون کا حاصل ہوگیا جیسا کہ سلسلۂ نزول قرآن کا اختتام آخر عمر مین ہوا ہے جواب اس کا یہ ہے کہ آیت مین کل شیء سے مراد صرف وہی کل اشیا ہین جو دین سے تعلق رکھتی ہون اور اس مراد کا قرینہ یہ ہے کہ قرآن شریف دین کی کتاب ہے دنیاوی جزئیات سے کیا واسطہ؟ اس کی نظیر یہ ہے کہ حضرت بلقیس کے متعلق قرآن شریف مین آیا ہے کہ اُوتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ یعنی بلقیس کو ہر شے دی گئی بالاتفاق یہان ہر شے سے مراد صرف اشیائے متعلقہ سلطنت و بادشاہت ہین ورنہ ظاہر ہے کہ بلقیس کو نبوت ایک شے ہے وہ نہین ملی اور اسی طرح کی سیکڑون چیزین ان کو نہین ملین ۱۲

سیٹھ سلیمان قاسم مٹھا اور احمد حاجی صدیق کھتری نے اصرار کیا کہ کل حمیدیہ مسجد بمبئی مین جلسہ ہونا چاہیے اور خود ہی اُس کا اعلان کر دیا۔ یہ بالکل غلط ہے کہ علامہ شبلی کی منظوری سے یہ اعلان ہوا یا حکیم سراج الدین صاحب نے یہ اعلان کیا۔

یہ تقریرین کچھ تو علامہ شبلی کے مکان مین ہوئین جب نماز عصر کا وقت آگیا تو کھتری صاحب مذکور کے بیجا اصرار اور سیٹھ سلیمان قاسم مٹھا صاحب کی تائید سے درگاہ مہائم شریف کی مسجد مین جلسہ ہوا اور اخیر تک وہین رہا۔

دوسرا دن

مباحثۂ مذکور شب کو بوقت نماز عشا ختم ہوا فریقین اپنے اپنے مکانات کو واپس آئے باوجود ان بدعنوانیون کے جو فریق ثانی کی طرف سے پیش آئین اور باوجود اس کے کہ حمیدیہ مسجد مین اس سے زائد توقعات تھین لیکن ہم لوگ ہر بات کو برداشت کرنے اور ادفع بالتی ھی احسن پر عمل کر کے حمیدیہ مسجد مین جانے کو تیار تھے کہ علامہ شبلی کا خط گیارہ بجکر ۴۵ منٹ پر حضرت مولنا صاحب کے نام پہونچا اور قاصد کے پاس دوسرا خط بنام مولوی نثار احمد صاحب بھی تھا سید کے کاغذ پر دونون کے نام بھی تھے۔ اس خط مین علامہ شبلی کا بحث دیر وزہ کے متعلق فیصلہ اور آئندہ اس طوفان بے تمیزی کی شرکت سے استعفا تھا۔ اسی وقت متعدد قلمی نقلین لکھوا کر شہر مین جابجا خصوصاً حمیدیہ مسجد کے دروازہ پر چسپان کرا دی گئین اور فوراً بصورت اشتہار وہ فیصلہ چھپ کر شائع بھی ہو گیا جو حسب ذیل ہے:۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرات علماء اعلام و مفتیان کرام مولانا مولوی عبد الشکور صاحب و مولوی نثار احمد صاحب متعنا اللہ بعلومکما

بعد السلام و التحیات عرض پرداز ہون کہ مین اپنی حکمیت سے مستعفی ہوتا ہون

وجہ یہ کہ اوّل تو میری حکمیت فلتہً تھی یعنی تو اُن پانچ حکم مین سے ایک تھا جن کا تقرر بذریعہ اعلان کے کیا گیا تھا، دوم اجتماع مجلس مناظرہ بندہ کے مکان پر محض اس لیے کیا تھا کہ وہان چند خواص کا مجمع ہوگا مگر بعد مین سوائے چند علماء کرام کے ہر قسم کے لوگ جمع ہو گئے۔ اور افتتاح جلسہ مین فریقین نے مجھے صدر تجویز کیا والخیر فیما وقع روز جمعہ کی کارروائی جلسہ کے متعلق جہان تک میرا خیال ہے فریقین کا دعویٰ ایک ہی منوال پر ہے صرف موضوع مین لفظی اختلاف ہے۔ مجمع نے سن لیا کہ دونون حضرات کے اقوال علم غیب نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ وازکی التسلیم کے متعلق منافی و مثبت تھے مولوی نثار احمد صاحب کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم غیب خدا کے علم غیب کے مقابل ایسا ہے جیسے کہ ایک چڑیا دریا سے چونچ مین پانی لیلے اور مولوی عبدالشکور صاحب کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسی قدر علم غیب تھا جس قدر خدا نے آپ کو عطا فرمایا تھا، ان دونون دلائل کا

مفہوم ایک ہی ہے کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم مَا کَانَ وَ مَا یَکُوْنُ کے علومِ غیبیہ سے اُسی قدر واقف تھے جس قدر کہ منجانب اللہ آپ کو عطا ہوئے تھے اور یہ مسئلہ متفق علیہ ہے۔ واللہ اعلم۔ کَل کے مناظرہ کے بارے مین میرا یہی فیصلہ ہے۔ آئندہ فریقین کو اختیار ہے اپنے لیے کوئی اور حَکَم منتخب کرلین۔ میرا استعفا اور عذر قبول فرمائین۔

آج بروز سنیچر جو کچھ کارروائی مسجد حمیدیہ (واقع پائید ھونی) مین ہونے والی ہے اُس کے متعلق مین کسی طرح ذمّہ دار نہین ہون کیونکہ کل کے جلسہ مین بدعنوانی و عدمِ مُصالحت کی روش پائی گئی۔ آئندہ آپ لوگون کی کارروائیون سے مین مقطوع التعلّق اور بری الذمّہ ہون وَاللہُ عَلٰی مَا اَقُوْلُ شَہِیْدٌ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ اَوَّلاً وَّ اٰخِرًا۔

راقم

احمد اشبیلی اللہ لہ

محررہ بتاریخ ۱۷ اکتوبر ۱۹۲۵ء

حقانی فیصلہ کے بعد کیا ہوا؟

(۱) اگرچہ علامہ شبلی نے رضاخانیون کی بہت رعایت کی کہ اُن کی شکست و فرار کی تصریح فیصلہ مین نہ کی حالانکہ اصل مبحث یعنی مولوی احمد رضا خان صاحب اور اُنکی ذریت کے خانہ ساز فتوے کی صحت ثابت کرنے سے گریز کرنا۔ وہابی کی من گھڑت تعریف بیان کرکے اس کو اپنی اصطلاح کہنا ہماری پیش کردہ آیات واحادیث وعبارات فقہیہ کے جواب سے عاجز رہنا۔ کتب عقائد مین اپنے عقیدہ کو نہ دکھا سکنا کسی آیت یا حدیث سے اپنے عقیدہ کو نہ ثابت کرسکنا نقض امن کی پرزور تدابیر اور خلاف تہذیب وخلاف انسانیت افعال سے مناظرہ کو درہم وبرہم کرنا وغیرہ وغیرہ اظہر من الشمس چیزین فیصلہ مین دکھائی جاسکتی تھین مگر پھر بھی رضاخانی بے چین ہوگئے کیونکہ اُن کی شکست یہی کیا کم ہوئی کہ مولنا صاحب مدیر النجم کی وہابیت نہ ثابت کرسکے۔

(۲) باوجود حکم صاحب کے استعفا دینے اور فیصلہ بھیجدینے کے رضاخانیون نے حمیدیہ مسجد مین جلسہ کیا اور پہلے دن سے زیادہ فساد برپا کرنے کی تدابیر کین۔

(۳) عین جلسہ مین حکیم سراج الدین صاحب نے مولوی نثار احمد صاحب کو حسب ذیل خط بھیجا جو بمبئی کے اخبارون مین بھی شائع ہوگیا۔

کھلا خط بنام مولوی نثار احمد صاحب

جناب من۔ علامہ شبلی صاحب کا فیصلہ کل کے مناظرہ کے متعلق اور صدارت سے استعفا ہمارے پاس پہونچا آپ کو بھی ملا ہوگا۔ لہذا آئندہ اگر آپ مناظرہ کی خواہش رکھتے ہون تو تبراضی طرفین کوئی حکم تجویز ہوجائے مقام معین ہوجائے اور باقاعدہ انتظام ہوجائے تو ہم لوگ آمادہ ہین۔ اسی لیے حضرت مولنا مولوی محمد عبدالشکور صاحب بمبئی مین مقیم ہین۔ فقط

رقیمہ نیاز سراج الدین احمد ۱۷ اکتوبر سنہ ۱۹۲۵ع

مگر مولوی نثار احمد صاحب نے حاضرین جلسہ کو نہ فیصلہ کی خبر دی نہ یہ کھلا خط سنایا بلکہ مسجد مین سب وشتم کرتے رہے۔

(۴) ختم مناظرہ کے بعد بمبئی کی فضا مین عظیم الشان انقلاب پیدا ہوا مولوی نثار احمد صاحب کی شکست اور حیثیا کی چیخ پکار شائقان عام وخاص کی زبان پر تھی خود مین جماعت مین بہت لوگ اُن کے خلاف ہوگئے اور تمام لوگون کی نظر مین ان کی وہ ذلت ہوئی کہ خدا کسی کو نصیب نہ کرے۔

(۵) اہل بمبئی پر رضاخانی فرقہ کی حقیقت اسطرح ظاہر ہوئی کہ اب سوا کف افسوس ملنے کے اُنکے پاس کچھ نرہا۔

(۶) حضرت مولانا صاحب مدیر النجم کے وعظون کا ہر طرف سلسلہ شروع ہوا وعظون مین مجمع کی کثرت اور شان وشوکت قابل دیدتھی۔

(۷) دھاراوی (بمبئی) کے وعظ مین ایک بڑے مجمع مین حسب ذیل تجاویز پاس ہوئین :۔

تجاویز جلسۂ عام منعقدہ دھاراوی (بمبئی)

(۱) مسلمانان دھاراوی (بمبئی) کا یہ جلسۂ عام مولوی نثار احمد صاحب اور انکے رفقا سیٹھ احمد حاجی صدیق کھتری وسیٹھ سلیمان قاسم مٹھا وغیرہ کی اُن بدعنوانیون پر جو انھون نے جلسۂ مناظرہ منعقدۂ ۲۷ ربیع الاول روز جمعہ مقام مہائم شریف (بمبئی) مین جناب مولانا مولوی محمد عبد الشکور صاحب مدیر النجم۔ وحکم جلسہ جناب علامہ احمد الشبیلی صاحب کی شان مین کین اُن پر اظہار نفرت وملامت کرتا ہے اور مولانا مولوی محمد عبد الشکور صاحب وعلامہ احمد الشبیلی صاحب کے استقلال اور صبر وحلم کو قدر ومنزلت کی نگاہون سے دیکھتا ہے۔ اور اُن کے شایان شان سمجھتا ہے

محرک :۔ محمد ادریس مؤید :۔ محمد شبیر

(۲) مسلمانان دھاراوی (بمبئی) کا یہ جلسۂ عام علامہ احمد الشبیلی صاحب کے فیصلہ مناظرہ مابین جناب مولنا مولوی محمد عبد الشکور صاحب مدیر النجم ومولوی نثار احمد صاحب بتاریخ ۲۷ ربیع الاول ۱۳۴۴ھ روز جمعہ کو حقانی فیصلہ تصور کرتا ہے اور رضاخانی جماعت کی حرکات ناشایستہ اور بدعنوانیون اور بدتہذیبیون پر نظر کرتے ہوے جناب علامہ صاحب موصوف کے منصب حکمیت سے مستعفی ہوجانے کو حق بجانب سمجھتا ہے۔

محرک :۔ عبد الستار مؤید :۔ محمد ادریس

(۳) مسلمانان دھاراوی (بمبئی) کا یہ جلسۂ عام رضاخانی جماعت کے ان حرکات ناشایستہ پر جو انھون نے باوجود علامہ احمد الشبیلی صاحب حکم مناظرہ کا فیصلہ اور استعفا ہوچ جانے اور شایع ہوجانیکے لوگون سے اسکو پوشیدہ رکھکر مسجد حمیدیہ (پائیدھونی) مین جلسہ منعقد کرکے عوام الناس کو مشتعل کرنے اور مولنا مولوی محمد عبد الشکور صاحب مدیر النجم کے خلاف غلط پروپگنڈا پھیلانے پر اظہار نفرت وملامت کرتا ہے۔

محرک :۔ منشی محمد شفیع مؤید :۔ نثار احمد

(۸) آخر مین رضاخانی فرقہ کی سازش بعض کے ساتھ طشت ازبام ہوئی اور بہت سے مخفی راز کھلے جو آیندہ کسی وقت مفید نتائج کے ساتھ ظاہر کیے جائینگے۔

برادران اہل سنت وجماعت اس مباحثہ سے عبرت حاصل کرین اور فرقہ رضاخانی کی کارروائیون سے دین آلہی کی حفاظت کرین۔ ھذا اٰخر الکلام والحمد للہ رب العالمین ۔ تمت

تکمیل نفع کے لیے مناسب معلوم ہوا کہ طبع ثانی مین اِن تحقیقات اربع کا اضافہ کیا جائے تحقیق اول مین اس مباحثہ کے نتیجہ کا بیان ہے۔ تحقیق دوم مین مسئلہ علم غیب پر مزید دلائل تحقیق سوم مین باقی چھ مسائل کا تذکرہ تحقیق چہارم مین حضرت مولانا محمد عبد الحی رحمۃ اللہ تعالے کا مختصر تذکرہ۔

تحقیقِ اوّل

اس مباحثہ کے بہت سے نتائج تو ایسے ہین جو بمبئی کے حالات کے مشاہدہ سے تعلق رکھتے ہین جو بیان مین آ سکتے ہین اُن مین سے چند حسب ذیل ہین۔

(۱) شیعون نے رضاخانیون کو اپنا آلہ کار بنا کر حضرت مولانا مولوی محمد عبد الشکور صاحب مدیر النجم ادام اللہ برہانہ کے خلاف جو پروپگنڈا پھیلانا چاہا تھا جس کو ان کان مکرہم لتزول منہ الجبال کا مصداق سمجھنا چاہیے ہباءً منثورا ہو گیا۔ رضاخانیون کا وہ نام نہاد فتوی جس پر شیعون کو بڑا ناز تھا اپنے مصارف سے چھاپ کر بڑی مسرت سے ہر جگہ تقسیم کرتے پھرے مسترد ہو کر خاک مین مل گیا۔[۱]

(۲) وہابی کا لفظ خاص کر بمبئی مین ایک ہوّا تھا ایک جادو کا منتر تھا کسی کو وہابی کہدینا اسکے قتل کا مرادف تھا پھر نہ کسی تحقیق کی ضرورت نہ تفتیش کی۔ اس مباحثہ مین یہ بات ظاہر ہو گئی کہ لفظ رضاخانیون کی اصطلاح مین اس شخص کے لیے استعمال ہوتا ہے جو اہل سنت وجماعت ہو ائمہ اربعہ مین سے کسی کا مقلد ہو [illegible] کتاب وسنت و اجتہادات ائمہ سے نہین بلکہ حضرت [illegible] سے مسائل مین اختلاف رکھتا ہو

[۱] اس فتوے کی صحت کا مدار [illegible] تھا اسی بنیاد پر یہ تحقیق [illegible] قائم ہو گئی مگر مولوی [illegible] احمد صاحب نے اسپر بحث کرنے سے انکار کیا اور دوسرے رضاخانی جنکے دستخط فتوے پر ہین خاموش بیٹھے رہے [illegible] کیسی زبان سے اسوقت نکالا کہ اس فتوے کی صحت ہم ثابت کر سکتے ہین۔ دوسرے اس فتوے مین وہابیت کا حکم مسئلہ اقتدا بالمخالف پر دیا گیا اور مباحثہ مین وہابیت کی بنیاد صرف ان سات مسائل پر بیان کی گئی جنمین مسئلہ اقتدا بالمخالف نہین ہے۔ تیسرے یہ کہ فتوے مین وہابیت کو سنیت و حنفیت کا ضد قرار دیا گیا ہے اور مباحثہ مین وہابی سنی حنفی کو کہا گیا۔ ان تمام امور کے بعد کون کہہ سکتا ہے کہ اس فتوے مین کچھ جان باقی [illegible]

وہابی کی یہ جامع و مانع تعریف وہابیت کی حقیقت کا اس طرح انکشاف اگر سیکڑون مناظرون کے بعد حاصل ہوتا تب بھی مفت تھا۔ اسکے بعد بمبئی کی سرزمین مین انقلاب عظیم ہوا اور ہونا ہی چاہیے تھا۔

(۳) علم غیب کا مسألہ ایسا صاف ہوا کہ بایدوشاید سب کو معلوم ہوگیا کہ رضاخانیون نے جو عقیدہ اپنا بنا رکھا ہے اُس مین کوئی عظمت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نہین ہے۔ وہ ایک ایسا عقیدہ ہے جس کا کتب عقائد مین کہین پتہ نہین بلکہ اس کی نفی موجود ہے۔ وہ ایسا عقیدہ ہے کہ نصوص قرآنیہ کے خلاف ہونے کے سبب سے فقہائے حنفیہ نے اسپر کفر کا فتوے دیا ہے۔ اس ایک مسألہ کی حقیقت ظاہر ہوجانے سے رضاخانیون کے باقی چھ مسائل کا حال بھی ظاہر ہوگیا کہ وہ بھی ایسے ہی ہونگے بلکہ اس سے بدتر۔

(۴) سب کو معلوم ہوگیا کہ رضاخانیون کا دعوے محبت وتعظیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا محض عوام کو خوش کرنے اور اُنسے روپیہ حاصل کرنے کے لیے ہے دل انکے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت وعظمت سے بالکل خالی ہین ورنہ چڑیاکی چونچ کی مثال مولوی نثار احمد صاحب کی زبان سے بار بار نہ نکلتی اور اگر نکل گئی تھی تو دوسرے رضاخانی خاموش نہ رہتے۔

(۵) عام طور پر لوگون کو رضاخانی مولویون اور اُنکے پیشہ ور واعظون کے حال سے واقفیت پیدا ہوگئی اور اس بات کا احساس پیدا ہوا کہ دین فروش مولویون سے انکے فتوون اور وعظون سے سوا ایمان کی تباہی اور فتنہ انگیزی کے کوئی فائدہ نہین ہوسکتا۔ سچ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ۔

ان شر الشر شرار العلماء وان خیر الخیر خیار العلماء	ہر شر سے زیادہ شر بُرے عالم ہین اور ہر خیر سے زیادہ خیر اچھے عالم ہین۔
اور فرمایا ایک زمانہ ایسا آنیوالا ہے کہ علماؤھم شر من تحت ادیم السماء من عندھم تخرج الفتنة وفیھم تعود۔	اس وقت اُن کے علما آسمان کے نیچے کی تمام چیزون سے بدتر ہونگے انھین کے پاس سے فتنہ نکلیگا اور انھین مین لوٹ کر جائیگا۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت خواجہ حسن نظامی [illegible] شراب خواری اور بدکاری سے

ؔ حضرت مولانا اسمٰعیل شہید نے صرف یہ لکھا تھا کہ خدا کے [illegible] سے بڑی مخلوق چوہڑے چمار سے کمتر ہے اسپر رضاخانیون نے ایک طوفان بے تمیزی برپا کردیا کہ نبیون کی توہین ہوگئی حالانکہ نبیون کا نام بھی اس عبارت مین نہین۔ اب خود دیکھین کہ انھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیکر کیسی رکیک تشبیہ بیان کی۔ سچ ہے ؎

چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد۔ میلش اندر طعنہ پاکان برد ۔۱۲

بھی برتر قرار دیا ہے۔ فرماتے ہین ؎

حافظا مے خور و رندی کن و خوش باش و لے دام تزویر مکن چون دگران قرآن را

تحقیق دوم

تمام اہل سنت وجماعت تمام سلف صالحین کا متفق علیہ عقیدہ ہے کہ علم غیب حق تعالے کی صفات مخصوصہ سے ہے اب تک مسلمانون کے روزمرہ مین بولا جاتا ہے کہ غیب کا حال خدا جانے الغیب عند اللہ حق تعالے نے بطور معجزہ حضرات انبیا علیہم السلام کو غیب کی جن باتون پر اطلاع دی وہ انکو معلوم ہوئین مگر چند روز سے اعدائے سنت نے اس متفق علیہ عقیدہ کے خلاف رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب ماننا ضروری قرار دیا ہے اور طرفہ تماشا ہے کہ جو شخص انکے اس خانہ ساز عقیدہ کو نہ مانے اسکو وہابی کہتے ہین چوری اور پھر سینہ زوری۔ اس مباحثہ مین اس عقیدہ پر کافی روشنی پڑ چکی تین آیتین عین مباحثہ مین پیش ہوئین۔ دو مستقلاً اور ایک شرح عقائد کی عبارت مین ضمناً جن کا کوئی جواب فریق ثانی کی طرف سے ہوا نہ ہو سکتا ہے۔ اور ایک آیت حاشیہ صفحہ مین بوقت طبع اول اضافہ کیگئی اب چھ آیتین اور لکھی جاتی ہین تاکہ دس کا عدد پورا ہو جائے اسکے بعد دس احادیث صحیحہ بھی نقل کیجائینگی۔ فقہائے کرام کے اقوال عین مباحثہ مین پیش ہو چکے

آیاتِ قرآنیہ

(۱) پارہ ۷ رکوع ۱۱ سورہ انعام۔ قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ترجمہ تو کہہ مین نہین کہتا کہ مجھ پاس ہین خزانے اللہ کے اور نہ مین جانون غیب کی بات اور نہ مین کہون تم سے کہ مین فرشتہ ہون اسی پر چلتا ہون جو مجھکو حکم آتا ہے تو کہہ کب برابر ہو سکتا ہے اندھا اور دیکھتا کیا تم دھیان نہین کرتے (موضح القرآن) تفسیر معالم التنزیل مین لا اعلم الغیب کے تحت مین لکھا ہے فاخبرکم بما غاب عنی مما مضی و ما سیکون یعنی مین غیب دان نہین ہون کہ تمکو گذشتہ اور آیندہ باتون کے غیب کی خبرین بتایا کرون دیکھئے کس صراحت کے ساتھ خدا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا نے حکم دیا کہ اعلان کر دیجئے کہ مین غیب دان نہین ہون اور شبہ یہ ہوتا تھا کہ پھر آپ مین اور دوسرے لوگون مین فرق کیا رہا تو اسکو یون دفع فرمایا کہ مجھپر وحی آتی ہے پس جیسا کہ اندھا اور آنکھون والا برابر نہین ہو سکتا ویسا ہی مجھ مین اور تم مین فرق ہے یہ فرق کچھ کم ہے

اس آیت کے ساتھ سورۂ ہود کی وہ آیت ملاؤ کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا وَلَآ اَقُوْلُ لَکُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰہِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ وَلَآ اَقُوْلُ اِنِّیْ مَلَکٌ تو صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ اس بارہ میں تمام انبیا علیہم السلام کا حال یکساں ہے غیب دانی تو خاصۂ خداوندی ہے۔

اسی لیے حضرت سعدی رحمہ اللہ نے گلستان میں حضرت یعقوب علیہ السلام کا ایک واقعہ بیان فرما کر یہ تعلیم دیدی کہ انبیاء علیہم السلام کو غیب دان نہ سمجھو۔ فرماتے ہیں۔ ؎

یکے پرسید ازان گم کردہ فرزند کہ ای روشن گہر پیر خردمند
ز مصرش بوی پیراہن شنیدی چرا در چاہ کنعانش نہ دیدی
بگفت احوال ما برق جہان است دمی پیدا و دیگر دم نہان است
گہے بر طارم اعلیٰ نشینم گہے بر پشت پای خود نہ بینم

(۲) پارہ ۹ رکوع (سورۂ اعراف) قُلْ لَّآ اَمْلِکُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰہُ وَلَوْ کُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ لَاسْتَکْثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِ وَمَا مَسَّنِیَ السُّوْٓءُ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ وَّبَشِیْرٌ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ترجمہ تو کہہ میں مالک نہیں اپنی جان کے بھلے کا نہ برے کا مگر جو اللہ چاہے اور اگر میں جانا کرتا غیب کی بات تو بہت خوبیاں لیتا اور مجھکو برائی کبھی نہ پہنچتی میں تو یہی ہوں ڈر اور خوشی سنانے والا ماننے لوگوں کو۔ (موضح)

ف کیسی صاف نفی سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے غیب دان ہونے کی ہے ائمہ مفسرین مثل صاحب معالم التنزیل آیت کے مطلب میں لکھتے ہیں خوبی و برائی سے مراد دنیا کا آرام و تکلیف ہے یعنی میں غیب دان ہوتا تو دنیا کی تکلیفوں سے بچ جاتا جیسے غزوۂ احد میں شکست ہوئی نہ ہوتی۔ اور ہو سکتا ہے کہ خوبی و برائی کا عام رکھا جائے اس صورت میں آخرت کے متعلق اجمالًا تو آپکو آپکے اور آپکے موافقین و مخالفین کے انجام سے حق تعالیٰ نے مطلع کر دیا تھا مگر تفصیل کی آپ کو اطلاع نہ تھی کہ کیا کیا مراتب عالیہ اور کیسے کیسے مدارج قرب آپ کو حاصل ہونگے اسکی تائید سورۂ سجدہ کی اس آیت سے ہوتی ہے فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ جَزَآءًۢ بِمَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ یعنی کوئی شخص نہیں جانتا کہ اسکے اعمال کے بدلے میں کیا کیا راحتیں اسکے لیے عالم آخرت میں پوشیدہ رکھی گئی ہیں

(۳) پارہ رکوع (سورۂ انعام) وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ وَیَعْلَمُ مَا فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا یَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِیْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ترجمہ اور اسی پاس ہیں کنجیاں غیب کی ان کو کوئی نہیں جانتا سوا اسکے اور جانتا ہے جو جنگل اور دریا میں ہے اور نہیں جھڑتا کوئی پات جو وہ نہیں جانتا اور نہ کوئی دانہ زمین کے اندھیروں میں اور نہ ہرا اور نہ سوکھا جو نہیں کھلی کتاب میں۔ (موضح)

(۴) پارہ ۲۱ رکوع ۱۳ (سورۂ لقمان) اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَیُنَزِّلُ الْغَیْثَ وَیَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِیْ

نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ترجمہ اللہ جو ہے اس پاس ہے قیامت کی خبر اور اُتارتا ہے مینہ اور جانتا ہے جو ہے ان کے پیٹ میں اور کوئی جی نہیں جانتا کہ کیا کریگا کل اور کوئی جی نہیں جانتا کہ کس زمین میں مریگا تحقیق اللہ ہے سب جانتا خبردار۔

(۵) پارہ ۲۶ رکوع (سورہ احقاف) قُلْ مَا كُنتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَمَا أَدْرِي مَا يُفْعَلُ بِي وَلَا بِكُمْ ترجمہ تو کہہ میں کچھ نیا رسول نہیں آیا اور مجھکو معلوم نہیں کیا ہونا ہے مجھسے اور تم سے (موضح) ف اس آیت میں بھی یا تو دنیا کے متعلق اپنے انجام و معاملات کی لاعلمی مراد ہے یا آخرت کے مراتب عالیہ کی تفصیل کی لاعلمی مقصود ہے بہرحال جمیع ماکان و مایکون کی صاف نفی ہے

(۶) پارہ ۱۲ (سورہ ہود) وَلِلَّهِ غَيْبُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَإِلَيْهِ يُرْجَعُ الْأَمْرُ كُلُّهُ ترجمہ اور اللہ کے پاس ہے چھپی بات آسمانوں اور زمین کی اور اُس کی طرف رجوع ہے کام سارا (موضح)

احادیث

(۱) حدیث تابیر نخل صحیح مسلم وغیرہ میں ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو وہاں تابیر نخل کا رواج تھا یعنی نر کھجور کے شگوفے مادہ درخت کے شگوفہ میں ملائے جاتے تھے آپ نے منع فرمایا صحابہ کرام نے نہ کیا اس سال پھل میں کمی ہو گئی تو حضور نے فرمایا جو تم کرتے تھے وہی کرو اَنْتُمْ اَعْلَمُ بِاُمُوْرِ دُنْيَاكُمْ یعنی تم اپنی دنیا کی باتیں مجھ سے زیادہ جانتے ہو دیکھو کس صراحت کے ساتھ جمیع ماکان و مایکون کے علم کی نفی کی ہے

(۲) حدیث لحن بالحجۃ صحیح بخاری وغیرہ میں ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے سامنے کوئی معاملہ پیش ہوتا ہے اور ایک فریق زبان آور ہے یعنی وہ عمدہ بیان کرتا ہے میں سمجھتا ہوں کہ وہی حق پر ہے اسی کے موافق فیصلہ کر دیتا ہوں لیکن فی الواقع ایسا نہ ہو تو میرے فیصلہ سے وہ چیز جائز نہیں ہو سکتی ماکان و مایکون کے علم کی کیسی صاف نفی ہے اگر ماکان و مایکون کا علم ہوتا تو آپ کو خلاف واقع فیصلہ کرنے کا اندیشہ کیوں ہوتا۔

(۳) حدیث اساری بدر جسکا مجمل تذکرہ قرآن شریف میں ہے اور مفصل صحیح بخاری وغیرہ میں ہے کہ قیدیان بدر کو آپ نے فدیہ لیکر چھوڑ دیا خدا کو نا پسند ہوا اور آیات عتاب نازل ہوئیں آپ نے فرمایا اگر عذاب آتا تو سوا عمر کے کوئی نہ بچتا ان کی رائے فدیہ لینے کے خلاف تھی۔

(۴) حدیث افک صحیح بخاری وغیرہ کتب حدیث میں ہے کہ ام المومنین عائشہ صدیقہ پر تہمت لگائی گئی تھی حضور نے اس جھوٹی تہمت کے سبب سے ان کو ان کے گھر بھیج دیا اور مشورہ [illegible] جب اللہ کی آیات قرآن شریف میں نازل ہوئیں اس وقت حضور کی ناراضی ختم ہوئی [illegible]

(۵) حدیث کعب بن مالک بہت مشہور واقعہ ہے آیہ کریمہ وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا میں اسی کا تذکرہ ہے صحیح بخاری وغیرہ میں ہے کہ غزوہ تبوک میں وہ اپنی سستی کی وجہ سے ہمراہ نہ گئے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو منافق سمجھا اور اس قدر ناراض ہوے کہ خدا کی زمین اُن پر تنگ ہوگئی۔ آخر ان کا عذر قرآن شریف میں نازل ہوا۔

(۶) حدیث من صلّی علیّ نائیا۔ شعب بیہقی اور مصنف ابوبکر بن ابی شیبہ میں ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص میری قبر کے پاس آکر مجھپر سلام یعنی درود پڑھیگا میں اس کو خود سنونگا اور جو شخص کسی دور مقام سے درود پڑھیگا اُس کو فرشتے پہونچائینگے۔ اگر جمیع ماکان ومایکون کا علم ہوتا تو فرشتوں کے پہونچانے کی کیا حاجت تھی دور نزدیک سب کا سلام یکسان خود سنتے۔

ف علامہ ابن حجر مکی جوہر منظم میں لکھتے ہیں۔

ومن اعظم فوائد الزيارة ان زائره صلى الله عليه وسلم اذا صلى وسلم عليه عند قبره سمعه سماعا حقيقيا ورد عليه من غير واسطة وناهيك بذلك بخلاف من يصلى او يسلم من بعد فان ذلك لا يبلغه ولا يسمعه الا بواسطة والدليل على ذلك احاديث كثيرة ذكرتها فى كتابى السابق ذكره منها ما جاء بسند جيد وان قيل انه غريب من صلّى عليّ عند قبرى سمعته ومن صلّى عليّ من بعيد اعلمته۔

زیارت قبر اقدس کے بڑے فائدون میں سے ایک یہ کہ زائر جب آپ پر صلوۃ وسلام قبر شریف کے پاس جاکر پڑھتا ہے تو آپ خود سنتے اور اسکا جواب دیتے ہین یہ نعمت کیا کم ہے بخلاف اُس شخص کے جو دور سے صلوۃ وسلام پڑھے کیونکہ وہ آپکو نہین پہونچتا نہ آپ اسکو سنتے ہین مگر بواسطہ فرشتے کے۔ اسکی دلیل بہت سی احادیث ہین جنکو مینے اپنی کتاب سابق الذکر یعنی در منضود مین بیان کیا ہے از انجملہ ایک حدیث وہ جو کھری سند کے ساتھ منقول ہے اگرچہ اسکو غریب کہا گیا ہے کہ جو شخص میری قبر کے پاس درود پڑھتا ہے مین خود اس کو سنتا ہون اور جو شخص دور سے پڑھتا ہے اسکی اطلاع مجھے دیجاتی ہے

اور علامہ علی قاری مکی اپنی کتاب الدرة المضية فى الزيارة المصطفوية مین لکھتے ہین۔

ومن اعظم فوائد الزيارة ان الزائر اذا صلى وسلم عليه عند قبره سمعه سماعا حقيقيا ورد عليه من غير واسطة بخلاف من يصلى او يسلم عليه من بعيد فان ذلك لا يبلغه الا بواسطة لما جاء عنه بسند جيد من

زیارت قبر اقدس کے بڑے فائدون میں سے ایک یہ کہ زائر جب آپ کی قبر شریف کے پاس صلوۃ وسلام پڑھتا ہے تو آپ خود سنتے اور جواب عطا فرماتے ہین بخلاف اس شخص کے جو دور سے صلوۃ وسلام پڑھے وہ آپ کو نہین پہونچتا مگر بذریعہ فرشتے کے بوجہ اس کے کہ عمدہ سند سے منقول ہے کہ جو شخص

صلی علیّ عند قبری سمعتہ ومن صلی علیّ من بعید اعلمتہ	میری قبر کے پاس درود پڑھتا ہے میں اسکو سنتا ہوں اور جو شخص دور سے پڑھتا ہے اسکی اطلاع مجھے دیجاتی ہے۔

(۷) حدیث یعلم مافی غد مشکوۃ میں ہے کہ ایک عورت نے آپ کے سامنے یہ مصرعہ پڑھا وفینا نبی یعلم مافی غد یعنی ہم میں ایک نبی ہیں جو کل ہونے والی بات کو جانتے ہیں تو آپ نے منع فرمایا۔

(۸) حدیث ذوالیدین صحیح مسلم میں ہے کہ آپ نے عصر کی نماز دو ہی رکعت پڑھکر سلام پھیر دیا حضرت ذوالیدین نے پوچھا کہ نماز کم کر دی گئی یا آپ کو نسیان ہوا۔ آپ نے فرمایا یہ کچھ بھی نہیں ہوا تب اور صحابہ نے بھی شہادت دی کہ ذوالیدین سچ کہتے ہیں اس وقت آپ نے نماز پوری کی۔

(۹) حدیث لا ادری ترمذی ابن ماجہ وغیرہ میں ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نہیں جانتا دنیا میں کب تک رہونگا لہذا تم میرے بعد ابوبکر وعمر کی اقتدا کرنا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور کو اپنی عمر گرامی کی مقدار معلوم نہ تھی لہذا جمیع ماکان ومایکون کا علم کیسے ہوا۔

(۱۰) حدیث لاتدری مااحدثوا صحیح بخاری وغیرہ میں ہے حضور نے فرمایا کچھ لوگ قیامت کے دن دوزخ کی طرف جارہے ہوں گے میں ان کو پہچان کر کہونگا کہ اے پروردگار یہ لوگ میری امت کے ہیں ارشاد ہوگا کہ آپ نہیں جانتے کہ آپ کے بعد انھوں نے کیا کیا نئی باتیں نکالیں۔

اس حدیث سے وہ احتمال بھی مٹ گیا کہ مدعیان علم غیب کہتے ہیں کہ علم غیب آپ کو آخر عمر میں ملا تھا کیونکہ یہ واقعہ قیامت کا ہے۔

اس مقصد کے متعلق سیکڑوں احادیث ہیں مگر بغرض اختصار صرف دس پر اکتفا کی گئی

حضرت مولٰنا العلامہ الشیخ محمد عبد الحی فرنگی محلی نور اللہ مرقدہ کے وقت مسئلہ علم غیب کا فتنہ شروع ہوگیا تھا چنانچہ کئی فتوے آپ کے مجموعۃ الفتاوے میں ہیں منجملہ انکے ایک کی عبارت مناظرین پیش بھی ہوچکی حضرت ممدوح کی ادر کتاب بھی اسکا تذکرہ ہے۔ الآثار المرفوعہ میں فرماتے ہیں۔

ومنہا مایذکرہ الوعاظ من ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اعطی علم الاولین والآخرین مفصلا ووہب لہ علم کل مامضی ومایاتی کلیا وجزئیا وانہ لا فرق بین علمہ وعلم ربہ	اور انھیں موضوع روایات میں سے یہ ہے جو واعظ لوگ بیان کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اگلوں اور پچھلوں کا علم تفصیلی طور پر عطا ہوا اور آپ کو کل گذشتہ وآیندہ باتیں کلی وجزئی بتادی گئیں اور یہ کہ آپکے علم میں اور خدا کے علم میں

من حيث الاحاطة والشمول وانما الفرق بينهما ان علم الله ازلی ابدی بنفس ذاته بدون تعليم غيره بخلاف علم الرسول فانه حصل له بتعليم ربه - وهذا زخرف من القول وزور على ما صرح به ابن حجر المكی فی المنح المكية شرح القصيدة الهمزية وغيره من ارباب الشعور -

والثابت من الآيات القرآنية والاحاديث النبوية هو ان الاحاطة والشمول وعلم كل غيب مختص بجناب الحق ولم توهب هذه الصفة من جانب الحق لاحد من الخلق نعم علوم نبينا صلى الله عليه وسلم ازيد واكثر من علوم سائر الانبياء وتعليم ربه الامور الغيبية له بالنسبة الى تعليمه غيره اكمل فهو صلى الله عليه وسلم اكمل علما وعملا وسيد المخلوقات رتبة وفضلا -

محیط اور شامل کل ہونے میں کچھ فرق نہیں - فرق صرف یہ ہے کہ اللہ کا علم ازلی ابدی ہے - خود بخود ہے کسی کی تعلیم سے نہیں ہے بخلاف علم رسول کے کہ وہ آپ کو خدا کی تعلیم سے حاصل ہوا ہے - یہ عقیدہ بالکل باطل اور جھوٹا عقیدہ ہے جیسا کہ ابن حجر مکی نے منح مکیہ شرح قصیدہ ہمزیہ میں اور نیز دوسرے اہل علم نے اسکی تصریح کی ہے -

اور آیات قرآنیہ واحادیث نبویہ سے جو کچھ ثابت ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ محیط اور شامل کل ہونا اور ہر غیب کا جاننا حق تعالے کے ساتھ مخصوص ہے یہ صفت خدا کی طرف سے کسی مخلوق کو عطا نہیں ہوئی - ہاں ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے علوم اور نبیوں کے علوم سے بہت زیادہ ہیں اور آپ کو جو تعلیم امور غیبیہ کی خدا نے دی وہ دوسروں کی تعلیم سے اکمل ہے پس آپ علماً وعملاً سب سے زیادہ کامل اور رتبہ و بزرگی میں تمام مخلوقات کے سردار ہیں -

نوٹ ایک مرتبہ بمقام نانپارہ چند رضاخانی مولوی جمع ہوئے اور حضرت مولانا صاحب مدظلہ العالی سے مسئلہ علم غیب میں مناظرہ چاہا مگر جب مولانا صاحب تشریف لے گئے تو سب گھر کے اندر بیٹھ گئے باہر نہ نکلے انمیں سے ایک صاحب مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کا رسالہ انباء المصطفیٰ لیکر آئے کہ یہ آپکے دیکھا ہے مولانا صاحب نے فرمایا نہیں کہنے لگے کہ اس کو دیکھ لیجیے تو مناظرہ ہو - مولانا صاحب نے اسیوقت سرسری نظر سے دیکھا تو وہ مقام نکلا کہ خان صاحب بریلوی نے منح مکیہ کی ایک عبارت نقل کر کے علم غیب ثابت کیا ہے - اسی وقت مولانا صاحب نے فرمایا کہ یہ رسالہ تو خیانت سے بھرا ہوا ہے چنانچہ اب جس کا جی چاہے منح مکیہ کو دیکھ لے کہ مولوی احمد رضا خان نے نقل عبارت میں کیسی قطع و برید و بد دیانتی کی ہے - ۱۲

چند نکاتِ نفیسہ

(۱) جمیع اشیا کا علم خواہ از قسم غیب ہوں یا از قسم شہادت صرف اللہ تعالے کو ہے اور ایسا علم محیط شانِ خدائی کے لیے ضروری اور صرف اسی کے لیے کمال ہے۔ بندوں کے لیے نہ ایسا علم محیط ضروری ہے نہ یہ علم ان کے لیے کمال ہے بلکہ ہر بندہ کے لیے صرف اُن چیزوں کا علم موجب کمال ہے جنکے لیے وہ پیدا کیا گیا ہے اسی لیے اصطلاحِ شریعت میں علم کے معنے ہی مخصوص ہو گئے۔ لغت میں تو ہر چیز کے جاننے کو علم کہتے ہیں مگر اصطلاحِ شریعت میں صرف اُن اشیا کے جاننے کا نام علم ہے جنکا جاننا وسیلۂ تقربِ الٰہی و ذریعۂ رضائے ایزدی ہو۔ مثلاً ریل گاڑی کے بنانے اُسکے چلانے۔ ٹیلیگراف کے قواعد وغیرہ کو کوئی شخص جان لے تو اسکو اصطلاحِ شریعت میں علم نہ کہیں گے۔ ہاں نماز روزہ وغیرہ کے مسائل کا جاننا علم کہا جائیگا یہی سبب ہے کہ انگریزی داں لوگوں کو علما نہیں کہا جاتا بلکہ لفظ مخصوص علم دین جاننے والوں کے لیے ہے۔ حدیث شریف میں ہے طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم و مسلمۃ یعنی علم کا طلب کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔ یہاں بھی علم سے مطلق علم مراد نہیں بلکہ ضروریاتِ دین کا جاننا مراد ہے۔ درحقیقت بندوں کے لیے اصل کمال رضائے مولی جل جلالہ ہے اور جتنے کمالات ہیں سب اسی کمال اصلی کا ذریعہ و وسیلہ ہونے کی وجہ سے کمال کہے جاتے ہیں لہٰذا بندہ کے لیے علم بھی وہی کمال ہے جو رضائے مولے کا سبب ہے۔ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو سمندر کے قطروں اور درختوں کی پتیوں کا علم ہے وہ ہر وقت ہر شخص کے حرکات و سکنات سے واقف ہیں گویا مثل خدا کے ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں۔ یہ چیز آپ کے لیے باعث کمال نہیں ہے بلکہ اس کی نفی آپ کی ذات مقدس سے کرنا ہی آپ کی شان کے لائق ہے۔ آپ کا قلب مبارک علوم ربانیہ و معارف الٰہیہ کا خزانہ ہے نہ ما و شما کی صورتوں اور حرکات و سکنات کا آئینہ۔

(۲) حدیث عُلِّمتُ علمَ الاولین والآخرین کا مطلب یہ ہے کہ اولین و آخرین کو جو علم حاصل تھا یعنی تقربِ الٰہی اور رضائے مولے کے وسائل جس قدر اُنکو تعلیم دیے گئے تھے سب کا علم مجھے عطا فرمایا گیا ہے۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ مقربانِ بارگاہ الٰہی کے سامنے میں یعنی اصطلاحِ شریعت میں جس چیز کو علم کہتے ہیں اس میں جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ہمسر و مساوی نہیں نہ کوئی ملک مقرب نہ کوئی نبی مرسل۔

(۳) کسی شئی کا عالم کسی شخص کو کہنا دو صورتوں میں منحصر ہے اول یہ کہ وہ شخص اُس شئے کے تمام مسائل یا تمام

افراد کو جانتا ہو دوسرے یہ کہ تمام نہین تو مقدار کثیر کو جانتا ہو مثلاً فقہ کا عالم اس شخص کو کہینگے جو فقہ کے تمام
مسائل یا ایک مقدار کثیر کو جانتا ہو کسی کو دس بیس مسائل فقہ کے معلوم ہو گئے کہ وضو مین چار فرض
ہین فرض نمازون مین اتنی رکعات ہین نماز کے فرایض و واجبات یہ ہین صرف ان چند باتون کے جاننے
سے اسکو عالم فقہ نہین کہہ سکتے - علی ہذا عالم طب اسی شخص کو کہین گے جو طب کے تمام مسائل یا انکی مقدار
کثیر کا علم رکھتا ہو صرف اس قدر جان لینے سے کہ زنجبیل حار ہے کافور بارد ہے سقمونیا مسہل صفرا ہے
تعفن اخلاط سے حمٰی پیدا ہوتا ہے وغیرہ وغیرہ عالم طب نہین ہو سکتا -
اس تمہید کے ذہن نشین کرنے کے بعد اب سمجھو کہ عالم الغیب یا غیب دان کس کو کہہ سکتے ہین اسکی بھی
دو صورتین ہین یعنی غیب کی تمام باتین جانتا ہو یا غیب کی باتون کی ایک مقدار کثیر جانتا ہو تو غیب کی تمام
باتون کا جاننا حق تعالےٰ کے ساتھ قطعاً مخصوص ہے یہ تخصیص آیات قرآنیہ سے ایسی صراحت کے ساتھ ثابت
ہے کہ اسکے خلاف عقیدہ رکھنے کو فقہاے کرام کفر لکھتے ہین جیسا کہ مباحثہ ہذا مین بیان ہوا - اب رہا مقدار کثیر کا
جاننا تو اسکے متعلق یہ بات خیال کرنے کی ہے کہ ہر شے کی مقدار کثیر باعتبار اسکے کل کے ہوا کرتی ہے - کثرت و
قلت ایک اضافی چیز ہے مثلاً کل کی مقدار سو ہے تو چالیس پچاس بھی اسکا کثیر کہا جا سکتا ہے لیکن اگر کل
کی مقدار ہزار ہو تو چالیس پچاس کو اسکا کثیر نہین کہہ سکتے - پس اب ضروری ہوا کہ غیب کی تمام باتونکی تعداد معلوم
ہو کہ وہ لاکھ ہین کہ کرور کہ کتنی ہین پھر یہ معلوم ہو کہ انمین سے کتنی باتین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلائی گئین ان دونون
امور کے معلوم ہونیکے بعد دیکھا جائے کہ حضور کو جس قدر امور غیبیہ بتلائے گئے وہ بلحاظ کل کے کثیر ہین یا نہین
حالانکہ یہ دونون امور مجہول ہین - کون جانتا ہے کہ غیب کی تمام باتین کتنی ہین اور کون جانتا ہے کہ انمین سے
کتنی باتین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلائی گئین دینے والا جانے یا پانے والے جانین - تیسرے کو کیا خبر -
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب یا غیب دان یا غیب کا جاننے والا کسی طرح نہین کہا جا سکتا نہ کل
کے لحاظ سے نہ مقدار کثیر کے لحاظ سے -

یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم مین حق تعالےٰ نے عالم الغیب کا لفظ تو اپنے لیے مخصوص رکھا انبیاء علیہم السلام کے لیے
اظہار اور اطلاع کا لفظ استعمال فرمایا قولہ تعالیٰ - عالم الغیب فلا یظھر علیٰ غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من
رسول (ترجمہ) اللہ غیب کا جاننے والا ہے اپنے غیب کو کسی پر ظاہر نہین کرتا مگر پسندیدہ رسولون پر - وقولہ تعالیٰ
ما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن یجتبی من رسلہ من یشاء (ترجمہ) اللہ ایسا نہین کرتا کہ تمکو غیب
پر مطلع کرے ولیکن اپنے رسولون مین سے جسکو چاہتا ہے چن لیتا ہے -
دیکھو ان دونون آیتون مین حق تعالےٰ نے انبیاء علیہم السلام کے لیے غیب پر اظہار غیب پر اطلاع کا لفظ استعمال

فرماتا ہے۔ غیب کا علم ان کے لیے ثابت نہ کیا بلکہ عالم الغیب اپنے کو فرمایا۔
(۴) قرآن مجید مین جہان جہان غیب کا لفظ آیا ہے ان سب آیتون کو جمع کرو اور سیاق وسباق سے ملا کر دیکھو تو معلوم ہوگا کہ آیاتِ قرآنیہ مین غیب کا اطلاق صرف دو چیزون پر ہوا ہے وحیِ الٰہی پر اور وقت قیامت پر انبیاء علیہم السلام کو جس غیب پر اطلاع دینے کی بابت ارشاد فرمایا ہے وہ وحیِ الٰہی ہے۔ یہ میرا مقصود نہین ہے کہ غیب کا لفظ از روے لغت ان دو چیزون کے لیے مخصوص ہے۔ لغت مین تو تمام اشیاے غائبہ کو غیب کہتے ہین۔

تحقیق سوم

بقیہ چھ مسائل کے متعلق مختصراً اس وقت صرف یہ لکھنا کافی ہے کہ حضرت مولٰنا مولوی محمد عبد الشکور صاحب دامت برکاتہم اور تمام اہل حق تمام اہل سنت وجماعت کا مسلک وہی ہے جسکو رضاخانی فرقہ شعار وہابیت قرار دیتا ہے فقہ حنفی کی تمام کتب معتبرہ مین حنفیہ کا مذہب وہی بیان کیا گیا ہے جس کو یہ فرقہ معیار وہابیت کہتا ہے۔ حضرت علامہ مولٰنا عبد الحی صاحب فرنگی محلی رحمۃ اللہ کے مجموعۃ الفتاویٰ جلد اول ودوم مین یہ سب مسائل باستثنا امکان والے مسئلہ کے موجود ہین جس کا جی چاہے دیکھ لے وہی مسلک حضرت مولٰنا مدیر النجم کا ہے رہا مسئلۂ امکان اسکے متعلق صرف اس قدر کہا جا سکتا ہے کہ خدا کی ذات تمام عیوب ونقائص سے بری اور پاک ہے اور خدا کی قدرت بہت بڑی ہمارے وہم وخیال سے بالاتر ہے اور بس

تحقیق چہارم

ترجمۂ حضرت مولٰنا ابو الحسنات محمد عبد الحی فرنگی محلی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت آپ کی شہر باندا مین ۲۶ - ذیقعدہ یوم سہ شنبہ ۱۲۶۴ھ مین ہوئی جبکہ آپ کے والد ماجد حضرت مولٰنا محمد عبد الحلیم صاحب وہان نواب ذو الفقار الدولہ مرحوم کے مدرسہ مین مدرس تھے دس برس کی عمر مین حفظ قرآن اور کتب انشا وخط وغیرہ سے فارغ ہوے اس وقت آپ کے والد علامہ جون پور مین حاجی امام بخش مرحوم کے مدرسۂ عربیہ مین مدرس تھے۔
سترہ برس کی عمر مین تمام کتب درسیہ عربیہ سے فراغت حاصل ہوئی اور اسی وقت سے تصنیف وتدریس مین مشغول ہوئے۔
تصنیف کی حالت یہ کہ صرف - نحو - منطق - فلسفہ - اصول مناظرہ - علم تاریخ - فقہ - حدیث - مناظرہ

مین چھوٹی بڑی تقریباً سو کتابین تالیف فرمائین کتب درسیہ پر حواشی لکھے۔ شرح وقایہ کے حاشیہ نے علمائے زمانہ کو شرح وقایہ پڑھانا آسان کردیا۔ مولانا عبدالحق خیرآبادی سے جو معقولات مین یکتائے فن ہونے کا رتبہ رکھتے تھے معقولات مین مناظرہ ہوا اور آخر مین وہ ساکت ہوگئے۔ نواب مولوی صدیق حسن خان صاحب مرحوم والی بھوپال سے (جو حضرات غیر مقلدین مین ایک اعلیٰ پایہ رکھتے تھے) مناظرہ ہوا آخر مین نواب صاحب اور انکی تمام جماعت کو ساکت ہونا پڑا۔ ابراز الغی اور تذکرۃ الراشد اس مناظرہ کی یادگار اور قابل دید ہین۔

مولوی محمد بشیر صاحب سہسوانی مرحوم سے (کہ وہ بھی غیر مقلدین مین ایک بڑی نظر اور بڑی قابلیت کے عالم تھے) زیارت قبر شریف نبوی کے متعلق بحث ہوئی۔ آخری کتاب اس بحث کی السعی المشکور بے نظیر مباحث حدیث سے لبریز ہے۔

تمام تصانیف آپ کی عربی مین ہین سوا آٹھ کتابون کے۔

تمام تصانیف آپ کے وسعت نظر اور بلند تحقیقات سے لبریز ہین خلوص نیت اور تصنیف آپ کا خاص شیوہ تھا تدریس کی حالت یہ ہے کہ استاذی مولانا سید محمد عین القضاۃ صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ مولانا محمد حسین صاحب الہ آبادی مرحوم۔ مولانا عبدالباری صاحب عظیم آبادی مرحوم۔ مولانا عبدالاحد صاحب مرزاپوری مرحوم۔ مولانا انوار اللہ صاحب مرحوم استاذ حضور نظام دکن خلد آشیان۔ مولانا حفیظ اللہ صاحب مہتمم دارالعلوم ندوہ جیسے ذی علم اور قابل علما آپ کے تلامذہ مین ہین۔

وعظ بھی آپ کا بے نظیر ہوتا تھا منقولات صحیحہ کا انبار حشو و زوائد سے پاک۔ اہل علم کے لیے زیادہ مفید ہوتا تھا۔

سند حدیث آپ کی بہت عالی ہے اور آپ نے اپنے والد سے سند لی اور ان کو علامہ شیخ جمال حنفی شیخ الاسلام مکہ معظمہ اور علامہ سید دحلان مفتی شافعیہ مدرس حرم شریف نبوی اور عارف باللہ مولانا شیخ عبدالغنی دہلوی مہاجر مدنی نقشبندی مجددی اور مولانا حسین احمد ملیح آبادی تلمیذ مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی وغیرہم سے سند تھی پھر بلا واسطہ سید دحلان اور مولانا شیخ عبدالغنی رحمہ اللہ سے بھی سند لی اور بڑے بڑے اکابر بلاد اسلامیہ نے جو اُس وقت تھے آپ کو سندیں دی اور بڑے بڑے مناقب آپ کے لکھے۔

آخیر وقت تک انھین اشغال علمیہ اور خدمت خلق اللہ مین مشغول رہے۔ شب دوشنبہ ۲۸ ربیع الاول ۱۳۰۴ھ مین وفات پائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ انشاء اللہ تعالیٰ کسی وقت آپکے مفصل حالات اور کمالات آپ کے بیان کیے جائین گے۔ واللہ الموفق۔ فقط